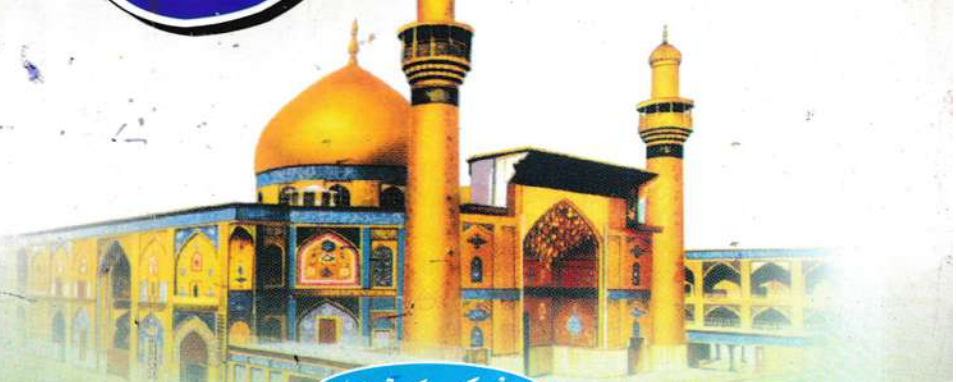
مرکز سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی واصلاحی ترجمان

سنی دنیا

خصوصی شمارہ

حضور صدر العلماء علیہ الرحمہ



- صدر العلماء صدر الشہداء (تاج الشریعہ)
- صدر العلماء کی زندگی (امین شریعت)
- صدر العلماء احادیث کے آئینے میں
- بہار رمضان المبارک
- رمضان وعید عالم اسلام کی نعمت عظمیٰ

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیر:
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

مالک ونگراں:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

اکتوبر

رمضان وشوال ۱۴۲۸ھ / اکتوبر ۲۰۰۷ء

مرکز سواد اعظم اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

علمی دینی اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ سنی دُنیا

جلد: ۲۷

شمارہ: ۱۰

اکتوبر

سنہ ۲۰۰۷ء

خصوصی شمارہ: حضور صدر العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان

زیر سرپرستی: جانشین مفتی اعظم قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مالک و نگراں: مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری

مدیر: یونس رضا مونس اویسی

☆فی شمارہ: ۱۰ روپے☆ زرسالانہ: ۱۰۰ روپے☆ بیرونی ممالک: ۳۰۰ روپے☆ لائف ممبری: ۲۰۰۰ روپے☆

رابطہ کا پتہ

دفتر ماہنامہ سنی دُنیا ۸۲ رسوداگران بریلی شریف (یوپی) فون 0581-2458543 فیکس: 0581-2472166

W.site: markazeahlesunnat.com
W.site: hazrat.org

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' بنائیں۔ مرکزی دارالافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں۔

E-mail: akhtarrazakhan@yahoo.com☆atiq_shujamalik@yahoo.com

☆کمپوزنگ: عتیق احمد حشمتی (شُجاع مَلِک) 09719918868☆

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا — اللہ اکبر — نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

محمد حنیف رضوی نگار رحمی بنجاپور

اشاریات

رمضان و عید

عالم اسلام کی نعمت عظمی

اداریہ .... یونس رضا مونس اویسی

ہم بڑی اہمیت وفضیلت والا مہینہ یعنی ''رمضان'' میں موجود ہیں جس ماہ میں صاف، ستھرا پسندیدہ مذہب ''اسلام'' کا پورا قانون وضابطہ نازل ہوا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا (البقرہ ۱۸۵) اس ماہ کی عظمت ورفعت کے لئے یہی کافی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کتاب آخری کتاب کا نزول ہوا کہ اس میں ہماری بہتری کی ساری چیزیں موجود ہیں، اس میں اسلام کے سارے فرامین عالیہ مضامین غالیہ ہیں، اسی میں انسان کے لئے ترقی کے راز پنہاں ہیں، اس میں عشق حقیقی کا پتہ ہے، اسی میں جنت ودوزخ کے راستے وا ہیں، اسی میں معبودان باطلہ اور معبود حقیقی کے درمیان فرق وتمیز کے بیان ہیں، ہاں وہی کلام معجز ہے اس میں جتنے قانون ہیں سب میں سب کے لئے بہتری ہے وہ یکساں سب کو سیراب کرتا ہے اس میں سب کے لئے انصاف ہے اس میں کسی کمی وکوتاہی کو جگہ نہ دی گئی، اس میں کسی طرح کا تعصب اور اونچ نیچ کا نہ برتاؤ کیا گیا، بلکہ کلام جامع کمالات واجب الوجود مالک حقیقی ہے اور کلام معجز ہے بے مثال و بے نظیر ہے، اسی کا فرمان عالیشان اس ماہ رمضان کے بابت ہے۔"یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ اے ایمان والوتم پرروزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے (البقرہ ۱۸۳)

اللہ تعالیٰ ہم سے خطاب فرمارہا ہے اے ایمان والو جیسے تم سے پہلے لوگوں پرروزے فرض تھے اسی طرح تم پر بھی روزے فرض کئے گئے ہیں یہ انداز تسہیل ہے کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں تم پر فرض کی گئی بلکہ یہ انبیاء سابقہ کی امتوں پر بھی فرض تھیں پھر پاک پروردگار کے کرم پر قربان جائیں اسی سے متصل آگے ارشاد فرماتا ہے یہ حکم تمہارے لئے ہمیشہ کے لئے نہیں کہ تم کھانے پینے، بیوی کے پاس جانے سے رکے رہو فرماتا ہے:ایاما معدودات۔ گنتی کے دن ہیں (البقرہ ۱۸۳) اور فرماتا ہے:فمن شھد منکم الشھر فلیصمه۔ توتم میں جوکوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے، (البقرہ ۱۸۵)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا انعام اس ماہ رمضان میں کس قدر جوش پر رہتا ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے احادیث و تفاسیر کی روشنی میں اس کی جھلک محسوس کی جاسکتی ہے مثلاً یہی کہ اس میں ایک عمل کا ثواب کئی گنا بڑھا کر بندے کو دیا جاتا ہے، حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے سرکار علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی روایة فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جھنم وسلسلت الشیاطین وفی روایة فتحت ابواب الرحمة۔(بخاری و مسلم) یعنی جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے

کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس حدیث کے تحت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

''کشادہ شدن درہائے آسمان کنایت ست از پیاپے فرستادن رحمت وصعود اعمال بے مانع واجابت دعا، وکشادہ شدن درہائے بہشت از بذل توفیق وحسن قبول، وبستہ شدن درہائے دوزخ از تنزیہ نفوس روزہ داران از آلودگی فواحش وتخلص از بواعث معاصی وقمع شہوات ودرزنجیر کردن شیاطین از بستہ شدن طرف معاصی ووساوس''۔

یعنی آسمان کے دروازے کھول دیئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پے در پے رحمت کا بھیجا جانا اور بغیر کسی رکاوٹ کے دربار الٰہی میں اعمال کا پہنچنا اور دعا کا مقبول ہونا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جانے کا مطلب ہے نیک اعمال کی توفیق اور حسن قبول عطا فرمانا اور دوزخ کے دروازے بند کئے جانے کا معنی ہے روزہ داروں کے نفوس کو ممنوعات شرعیہ کی آلودگی سے پاک کرنا اور گناہوں پر ابھارنے والی چیزوں سے نجات پانا اور دل سے لذتوں کے حصول کی خواہشات کا کسر کرنا اور شیاطین کو زنجیروں سے باندھ دیئے جانے کا مطلب ہے برے خیالات کے راستوں کا بند ہو جانا۔

نیز بخاری و مسلم کی دوسری حدیث میں رمضان کے بابت ارشاد ہے ابو ہریرہ سے مروی ہے سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں: من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه ومن قام رمضان ایما نا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه ومن قام لیلة القدر ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه، یعنی جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے روزہ رکھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام یعنی عبادت کرے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کی غرض سے شب قدر میں قیام کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں: اذاکان اول لیلة من شهر رمضان صفّدت الشیاطین ومردة الجن وغلقت ابواب النار فلم یفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم یغلق منها باب وینادی منادیا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر ولله عتقاء من النار وذلك كل لیلة۔ (ترمذی، ابن ماجہ) یعنی جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں (پھر رمضان بھر) ان میں سے کوئی دروزہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروزے کھول دیئے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والے متوجہ ہو اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز رہ اور اللہ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور ہر رات ایسا ہوتا ہے۔

یہ انعام خداوندی کا مہینہ ہے لہٰذا اس کا ادب واحترام بجالانا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے ساتھ ہی یہ باور کراتا چلوں کہ اس ماہ کی عظمت ورفعت کا خیال رکھتے ہوئے صلحاء کا یہ طریقہ رہا کہ اسی ماہ میں دیگر حقوق بھی ادا کرتے ہیں اور کثرت کے ساتھ بھلائیاں کرتے ہیں کہ اسی میں صدقات واجبہ، نافلہ ادا کرتے ہیں زکوٰۃ وخیرات کی بہتات کے ساتھ راہ خدا میں صرف کرتے ہیں تاکہ اس ماہ کی کما حقہ آداب بجالائیں اور یہ ماہ جو اپنے اندر بے پناہ خوبیاں لیئے

ہم میں حاضر ہے اس کی برکتیں حاصل کرتے ہیں، ہر اعمال کے سلسلہ میں احادیث وارد ہیں، اور انہیں بجالانے میں ثواب ہے مگر اس ماہ میں بجالانا کچھ عجب لطف رکھتی ہے۔ ان تمام اعمال کے بجالانے میں اور روزہ کے عمل میں فرق یہ ہے کہ حدیث میں: الصوم لی وانا اجزی به، یعنی روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا ہوں اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کی ہے، اس حدیث سے روزے کی اہمیت وفضیلت آشکار ہوگئی کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے جزاء وثواب میں ارشاد ہے: انا اجزی به۔ اس مہینہ کی برکتوں سے یہ بھی ہے کہ اس میں ایک شب ایسی آتی ہے جس رات کی فضیلت میں احادیث وارد ہیں، بندہ اگر اس رات کو پاجائے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے جو طلب کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرماتا ہے، ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

قال دخل رمضان فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان هذا الشهر قد حضركم وفيه ليلة خير من الف شهر من حرمها فقد حرم الخير كله ولا يحرم خيرها الا كل محروم،

یعنی جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ یہ مہینہ تم میں آیا ہے اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، تو جو شخص اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم رکھا جاتا اس کی بھلائیوں سے مگر وہ جو بالکل بے نصیب ہو۔ اور اعتکاف کی برکت بھی اس ماہ میں حاصل کی جاتی ہے اس سلسلہ میں بھی احادیث وارد ہیں۔

عید کی اصل

ن کے چاند کی رویت ہوتے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک خاص رحمت بندے کی طرف متوجہ ہوتی ہے کہ اس دن تمام مسلمان خوشیوں میں مست اور حتی المقدور خیرات و صدقات میں مصروف نظر آتے ہیں، اسلام کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ وہ اپنی خوشی وغمی کے اوقات رضائے الٰہی اور محبوب علیہ السلام کی رضامندی میں صرف کرتا ہے جب کہ اوروں کے ایام خوشی میں کیا کیا حرکتیں خرافاتیں ہوتی ہیں اسے سب جانتے ہیں مگر اسلام کے خوشی کے دن بندۂ مومن رب کے حضور حاضر ہوتا ہے اور اپنے سرکو رب کے حضور ٹیک کر اپنی خوشی مناتا ہے اور پھر تمام مسلمان حتی المقدور ایک دوسرے سے مصافحہ ومعانقہ کے ساتھ مل کر اپنی خوشی میں اضافہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سال میں دودن خوشیاں منانے کے لئے عطا فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

قال قدم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المدينة ولهم يومان يلعبون فيهما فقال ما هذان اليومان قال كنا نلعب فيهما فی الجاهلية فقال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد ابد لكم الله بهما خيرا منهما يوم الاضحىٰ ويوم الفطر۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

یعنی نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور کو معلوم ہوا کہ یہاں کے لوگ سال میں دودن کھیل کود کرتے ہیں خوشیاں مناتے ہیں اس پر حضور نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں لوگوں نے عرض کیا ان دنوں میں ہم لوگ زمانہ جاہلیت کے اندر خوشیاں مناتے اور کھیل کود کرتے تھے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دودنوں کو ان سے بہتر دنوں میں تبدیل کردیا ہے ان میں سے ایک عید الفطر اور دوسرا دن عید الاضحیٰ ہے۔

ہم مسلمان ہر کام شرع کی روشنی میں انجام دیتے ہیں، لہٰذا اگر کوئی اس دن اس کے علاوہ کاموں میں مثلاً کھیل کود لہو ولعب، فلم بینی وغیرہا میں مصروف ہوتا ہے تو وہ درحقیقت فیضان ربانی سے محروم رہتا ہے۔

☆☆☆

تجلیات نعت

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

غم ہو گئے بے شمار آقا
بندہ تیرے نثار آقا

بگڑا جاتا ہے کھیل میرا
آقا آقا سنوار آقا

مجدھار پہ آکے ناؤ ڈوبی
دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا

ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری
للہ یہ بوجھ اتار آقا

ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ
بھاری ہے ترا وقار آقا

مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے
تم کو تو ہے اختیار آقا

میں دور ہوں تم تو ہو مرے پاس
سن لو میری پکار آقا

مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہوگا
تم سا نہیں غم گسار آقا

کیا بھول ہے ان کے ہوتے کہلائیں
دنیا کے یہ تاجدار آقا

اتنی رحمت رضاؔ پہ کر لو
لایقربہ البوار آقا

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

گل زار حسن کا گل رنگین ادا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

توصیف میں اس کی جو کہوں اس سے سوا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

نام اسکا بہت خوب ہے خود اس کی ثنا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

رحمانی ضیاؤں کی ردا میں وہ چھپا ہے
تحسین رضا سرحد تحسین سے ورا ہے

اب عقل کی پرواز اسے چھو نہیں سکتی
تحسین رضا ایسا بلندی کا سما ہے

فردوس کے باغوں سے ادھر مل نہیں سکتا
وہ مالک جنت کی محبت میں گما ہے

سدرہ سے کوئی پوچھے ذرا اس کی بلندی
وہ رتبۂ بالا مرے تحسیںؔ کو ملا ہے

ضیائے قرآن

(کنزالایمان) اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی علیہ الرّحمۃ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

بیشک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر ﴿۴۵﴾ تو وہ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے ﴿۴۶﴾ رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں اللہ کا کیا مقصود ہے، اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے ﴿۴۷﴾ اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں ﴿۴۸﴾ (۲۶)

(خزائن العرفان) صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

شان نزول: جب اللہ تعالیٰ نے آیۂ مثلھم کمثل الذی استوقد اور آیۂ اوکصیّب میں منافقوں کی دو مثالیں بیان فرمائیں تو منافقوں نے یہ اعتراض کیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالاتر ہے کہ ایسی مثالیں بیان فرمائے اس کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿۴۶﴾ چونکہ مثالوں کا بیان مقتضائے حکمت اور مضمون کو دل نشین کرنے والا ہوتا ہے اور فصحائے عرب کا دستور ہے اس لئے اس پر اعتراض غلط و بے جا ہے اور بیان امثلہ حق ہے ﴿۴۷﴾ یضل بہ کفار کے اس مقولہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس مثل سے کیا مقصود ہے اور فامّا الذین آمنوا اور امّا الذین کفروا جو دو جملے اوپر ارشاد ہوئے انکی تفسیر ہے کہ اس مثل سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے جن کی عقلوں پر جہل نے غلبہ کیا ہے اور جن کی عادت مکابرہ وعناد ہے اور جو امر حق اور کھلی حکمت کے انکار و مخالفت کے خوگر ہیں اور باوجودیکہ یہ مثل نہایت ہی برمحل ہے پھر بھی انکار کرتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ بہتوں کو ہدایت فرماتا ہے جو غور و تحقیق کے عادی ہیں اور انصاف کے خلاف بات نہیں کہتے وہ جانتے ہیں کہ حکمت یہی ہے کہ عظیم المرتبہ چیز کی تمثیل کسی قدر والی چیز سے اور حقیر چیز کی ادنیٰ شے سے دی جائے جیسا کہ اوپر کی آیت میں حق کی نور سے اور باطل کی ظلمت سے تمثیل دی گئی ﴿۴۸﴾ شرع میں فاسق اس نافرمان کو کہتے ہیں جو کبیرہ کا مرتکب ہو فسق کے تین درجہ ہیں ایک تغابی وہ یہ کہ آدمی اتفاقیہ کسی کبیرہ کا مرتکب ہوا اور اس کو برا ہی جانتا رہا، دوسرا انہماک کہ کبیرہ کا عادی ہوگیا اور اس سے بچنے کی پرواہ نہ رہی، تیسرا جحود کہ حرام کو اچھا جان کہ ارتکاب کرے اس درجہ والا ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ پہلے دو درجوں میں جب تک اکبر کبائر (شرک وکفر) کا ارتکاب نہ کرے اس پر مومن کا اطلاق ہوتا ہے یہاں فاسقین سے وہی نافرمان مراد ہیں جو ایمان سے خارج ہوگئے قرآن کریم میں کفار پر بھی فاسق کا اطلاق ہوا ہے ان المنافقین ھم الفاسقون بعض مفسرین نے یہاں فاسق سے کافر مراد لئے بعض نے منافق بعض نے یہود۔

بہار حدیث

فضائل روزہ و رمضان

از: شہزادۂ حضورتاج الشریعہ حضرت مولانا **محمد عسجد رضا خاں** قادری بریلی شریف

حضرت زیاد بن نعیم حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض فرمائی ہیں۔ جس نے تین پر عمل کیا اور ایک کو چھوڑ دیا تو وہ اس کے کام کی نہیں جب تک سب پر عمل نہ کرے۔ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بیت اللہ۔ ☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلخ شعبان کو خطبہ دیا۔ (اس میں رمضان شریف کے فضائل و رغائب بیان فرمائے۔ از انجملہ فرمایا:) اس مہینہ میں چار باتوں کی کثرت کرو۔ دو باتیں وہ جن سے تمہارا رب راضی ہو، اور دو کی تمہیں ہر وقت ضرورت ہے۔ جن دو سے تمہارا رب راضی ہو وہ کلمۂ شہادت اور استغفار ہیں، اور وہ دو جن کی تمہیں ہر وقت ضرورت ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور دوزخ سے اس کی پناہ چاہو۔ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاد کرو مال غنیمت پاؤ گے، روزہ رکھو صحت مند ہو جاؤ گے، اور سفر کرو مالدار ہو جاؤ گے۔ ☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزہ رکھو صحت مند ہو جاؤ گے۔ ☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کے معاملات اور دین کے قواعد تین ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ جس نے ان میں سے کسی ایک کو ترک کیا اس نے اس کو جھٹلایا اور وہ مباح الدم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دینا، فرض نماز ادا کرنا، اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا ایک روایت میں ہے، جس نے ان میں سے کسی ایک کو ترک کیا وہ اللہ کو جھٹلانے والا ہے۔ اس کا نفل وصدقہ کچھ قبول نہیں۔ اس کا خون اور مال حلال ہے۔ ☆ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بغیر عذر شرعی جس نے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑا تو اس کی فضیلت پانے کے لئے پوری زندگی کے روزے بھی ناکافی ہیں۔ ☆ ام المومنین عائشہ صدیقہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات سے قربت فرماتے اور صبح ہو جاتی جب تک نہ نہاتے۔ اس کے بعد غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔ ☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ اپنے دروازۂ اقدس کے پاس کھڑے تھے ایک شخص نے حضور سے عرض کی: اور میں سن رہی تھی، یارسول اللہ! میں صبح کو جب اٹھتا ہوں اور نیت روزے کی ہوتی ہے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: میں خود ایسا کرتا ہوں، اس نے عرض کی: حضور کی ہماری کیا برابری، حضور کو تو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے معافی عطا فرمادی ہے۔ اس پر حضور اقدس ﷺ غضب ناک ہوئے اور فرمایا: بیشک میں امید رکھتا ہوں کہ مجھے تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ اور میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ جن جن باتوں سے مجھے بچنا چاہئے۔

(جامع الاحادیث جلد دوم)

☆☆☆ مصدّقہ ☆☆☆
حضور مفتی اعظم ہند
علیہ الرحمۃ والرضوان

فتاویٰ مرکزی دارالافتاء

حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبدالرحیم صاحب بستوی مدظلہ، صدر مفتی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

﴿سوال﴾

۱- یہ شعر کیسا ہے؟

رحم کر اپنے نہ آئین کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہوئے ہیں تو نہ ہم کو بھول جا
حق پرستوں کی اگر تو نے دلجوئی نہیں کی
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

یہ شعر مسلمان لکھ سکتا ہے کیا اس میں اللہ تعالیٰ کی توہین بے ادبی ہوتی ہے؟

۲- ایک صاحب اپنی کتاب میں اپنے آپ کو اولاد رسولی لکھتا ہے تو کیا جائز ہے؟

۳- نوری کرن میں لکھا ہے کہ ''ہم تجھے بھولے ہیں تو نہ ہم کو بھول جا'' ایسا کہنا حرام ہے خدائے عزوجل بھول سے پاک ہے پھر خود نوری کرن والے نے حضرت اقبال کا یہ لکھا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

با ہر بچہ دین اسلام پر پیدا نہیں ہوتا ہے والدین یہودی نصرانی بنا دیتے ہیں کل مولود یولد علی الفطرۃ یہ کلام حق نہیں اور علمائے دین جو چاہتے ہیں لکھ دیتے ہیں کیا کوئی روکنے والا نہیں ہے جب آپ حضرات جیسے بیٹھے ہیں خیر۔

الجــــــــــــواب:

یہ شعر آغا حسن کشمیری کا ہے جس نے چھاپا ہے اسے نہیں چھاپنا چاہئے تھا یہاں ''تو نہ ہم کو بھول جا'' سے مراد ہے کہ میری طرف سے نظر رحمت نہ پھیر، بھولنے کے حقیقی معنی مراد نہیں وہ معنی یقیناً اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے قرآن میں ہے: لا یضل ربی ولا ینسی دوسری جگہ ہے فالیوم ننسھم کما نسوا لقاء یومھم ھذا وما کانوا بایتنا یجحدون اور اس لئے بھی کہ لوگ اس پر معترض ہوں گے اور بعض اس کے یہی معروف معنی سمجھیں گے اور جو رسالہ کو معتبر و معتمد رسالہ سمجھتے ہیں وہ اس سے دھوکہ میں پڑیں گے کہ اس کا معنی یوں ٹھیک سائل ہی نے اسے دیکھ کر علماء پر اعتراض کر دیا یہ سمجھ کر کہ یہ رسالہ علماء کو دکھا کر چھپتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲- یہ نسبت ہے جناب اولاد رسول صاحب کی طرف

جائز ہے کوئی حرج نہیں اعتراض جب صحیح ہوتا جب غیر سید اپنے کو اولادرسولی لکھتا اولادرسول جس کا نام تھا وہ سید تھے ان کی طرف نسبت ہے اولادرسولی کہنا لکھنا جائز ہے جیسے اعلیٰ حضرت مرشد برحق حضرت سید آل رسول قدس سرہٗ ان کے اسم شریف سے ان کے مرید اپنے کو آل رسولی لکھ سکتے ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

۳-عمل سے زندگی بنتی ہے یہ شعر اقبال کا ہے، اقبال کے شعر کو استناداً پیش کرنے سے لوگ شاعر کو بھی مستند ماننے لگیں گے اس لئے اقبال کا کوئی شعر استنادا نہ لکھنا چاہئے اس کا مطلب تو انسان کو خالی بتاتا ہے کہ انسان نہ خاکی ہے نہ فرشتوں کی طرح نوری کہ نور سے بنا ہو نہ شیطان کی طرح نار سے پیدا یہ اچھے عمل کرے گا مستحق جنت ہوگا بدعملی سے استحقاق نار ہو جائے گا۔ ہر بچہ فطرت سادہ پر پیدا ہوتا ہے حدیث میں ہے:کل مولود یولد علی الفطرۃ ، فطرت سے مراد دین اسلام لینا محققین کے مذہب کے خلاف ہے، پھر اگر یہی معنی لئے جائیں تو بھی اس پیدائش سے وہ نہ جنتی ہے نہ جہنمی اس پر قائم رہنے اور عمل کرنے سے ہی جو ہو ہوگا اور قائم نہ رہا تو جہنمی اور قائم رہا مگر بدعمل ہو تو مستحق جہنم واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

۹ ربیع الآخر ۸۸ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم، فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غلام رسول خان نے وقف شرائط ذیل پر جائداد خود کا کیا ہے؟

۲-یہ کہ اول آمدنی جائداد موقوفہ میں مصارف مرمت مکانات موقوفہ قرار واقعی طریقہ سے کی جائے۔

۳-یہ آمدنی جائداد موقوفہ میں سے مبلغ پچیس ۲۵ر مسجد واقع شاہجہاں پور محلہ محمد زئی موسومہ مسجد طرہ بار خان میں متولی بغرض مرمت مسجد ومصارف صفائی وغیرہ وغیرہ کے واسطے متولی سالانہ صرف کرتا رہے اور مبلغ پانچ روپیہ سالانہ فاتحہ من مقروزوجہ من مقر اور مبلغ پانچ روپیہ سالانہ فاتحہ والدین من مقر میں متولی صرف کرتا رہے اور مبلغ پچاس روپیہ سالانہ متولی باخذ رسید مسماۃ جعفری بی بی زوجہ رفیع احمد خان سکنہ شاجہاں پور محلہ تاجو فیل کو تا حیات مسماۃ مذکور متولی دیتا رہے اور بقیہ آمدنی مسمیان محمد ولی خاں ومحمد شفیع خان وعبد القدیر خان بحصہ مساوی لیتے رہیں اور جو شخص نامزدگان میں سے قضا کر جاوے تو اس کی حصہ منافع کو اس کی اولاد حسب حصص شرعی پاتی رہے گی، امور دریافت طلب، نامزدگان مندرجہ بالا میں سے عبدالقدیر خاں لاولد ہوئے۔

۲- نام زدگان میں محمد علی خان نے صرف دولڑکیاں مسماۃ مشتری بیگم اور صفدری بیگم چھوڑی

۳-مسماۃ صفدری بیگم غیر شادی شدہ فوت ہوگئی۔

۴-بحالت موجودہ نام زدگان اولاد نام میں صرف محمد شفیع خان اور مسماۃ مشتری بیگم حیات ہیں اب جائداد موقوفہ کا حسب الشرائط بالا حسب حصص شرعی کتنا کتنا تقسیم کیا جائے، فقط

محمد شفیع خان شاہجہاں پور

الجـــــــواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صورت مسئولہ میں وقف نامہ کے شرائط مذکورہ جن کا ذکر ۳- میں ہے ادا کرنے کے بعد جو آمدنی بچے اس کے دو حصے کر کے ایک حصہ محمد شفیع خاں کو اور ایک محمد ولی خاں کی دختر مسماۃ مشتری بیگم کو دیا جائے کہ واقف نے لکھا ہے کہ اور جو شخص نامزدگان میں سے قضا کر جائے تو اس کے حصہ منافع کو اس کی اولاد حسب حصص شرعی پاتی رہے گی اب جبکہ محمد ولی خاں کی اولاد میں صرف مشتری بیگم ہے تو محمد ولی خان کے حصہ کی وہی مستحق ہے اسعاف میں ہے۔ولو قال علی اولادی اولاد اولادی لیصرف الی اولادہ واولاد اولادہ ابدا ماتنا سلوا ولا یصرف الی

الفقرء مادام واحد منهم باقيا الخ هذا ماعندی والعلم بالحق عند ربی وهو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

۱۰؍ربیع الاخر ۸۸ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم، فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں بیوی حاملہ تھی بعد وضع حمل کہ ۴؍ماہ بعد حلالہ کرادیا گیا یعنی نفاس کی میعاد گزرنے کے بعد، جس سے حلالہ کرایا گیا تھا اس نے طلاق دیدی تو دو یوم کے بعد حیض ہوگیا لڑکا گود میں ہے طلاق دئے ہوئے عرصہ ڈھائی ماہ کا ہوا ہے عورت قسم کھا کر کہتی ہے کہ مجھے تین حیض ہوگئے اب سوال یہ ہے کہ ایام شیرخوارگی میں حیض ہوسکتے ہیں یا نہیں عورت کہتی ہے مجھے تین حیض ہوئے اس صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں معہ دستخط کے جواب عطا ہو۔ فقط

اختر حسین معرفت احمد رضا عفی عنہ

الجواب:

بعض عورتوں کو شیرخوارگی کے زمانہ میں بھی حیض آتا ہے ردالمختار میں ہے: ولوكانت مرضع لانه يتصور من بعضهن كما فی الانقروی سائحانی، لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر عورت طلاق بعد تین حیض آکر ختم ہو جانے کی مدعیہ ہے اگر شوہر تصدیق کرتا ہے تو اس کا قول معتبر ہے اور اگر شوہر تکذیب کرتا ہو تو عورت سے قسم لیکر اس کا قول مان لیا جائے گا، ڈھائی ماہ میں تین حیض آسکتے ہیں، درمختار میں ہے: قالت مضت عدتی والمدة تحتمله وكذبها الزوج قبل قولها مع حلفها والا لان الدين انما يصدق فيما لايخالفه الظاهر ثم لو بالشهور القدر المذكور ولو بالحيض فاقلها للحرة ستون يوما. واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

۱۴؍ربیع الآخر ۸۹ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم، فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ زید نے ہندہ کو بایں طور طلاق دی انشاء اللہ طلاق دی انشاء اللہ طلاق دی، لہٰذا جو بھی شریعت کا حکم ہو وہ صادر کیا جائے۔ محمد فاروق رودرپور ضلع نینی تال (اودھم سنگھ نگر)

الجواب اللهم هداية الحق والصواب۔

اگر فی الواقع زید نے دومرتبہ یہ جملہ کہا تھا انشاء اللہ طلاق دی تو اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ یہ جملہ تین مرتبہ کہنا ثابت ہوجائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

یکم جمادی الاولیٰ ۸۸ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم، فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ

سوال اختصار شدہ۔ نورجہاں کے شوہر نے یہ الفاظ کہے کہ جا تو نہ میری عورت ہے نہ میں تیرا شوہر ہوں آج سے میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ نورجہاں اپنا دوسرا عقد کرنا چاہتی ہے۔

الجواب:

اگر نورجہاں کے شوہر نے اس جملہ کو "جا تو میری عورت ہے نہ میں تیرا شوہر ہوں" بہ نیت طلاق کہا ہے تو اس کی بیوی پر ایک بائن طلاق واقع ہوگئی بعد عدت عورت آزاد ہے دوسرے سے نکاح جائز ہے۔ فی الهندية لو قال ما انت لی بامراة ولست لك بزوج و نوی الطلاق يقع عند ابی حنفية وفی در المختار ذكر فی فتاویٰ الهندية ان الفاضل عبد الحلم حقق ان الواقع به بائن والقول بالرجعی خبط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم، فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ

صدر العلماء صدر الشہداء

از: قاضی القضاۃ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی **محمد اختر رضا خاں** قادری ازہری مدظلہ

مقبولیت کوئی ایسی چیز نہیں جسے مول لیا جائے یا کسی کو بخشی جائے، نہ یہ ایسی چیز ہے کہ کوئی اسے کسی سے چھین لے غرض اس میں بندے کے کسب کا کوئی دخل نہیں محض عطائے الٰہی ہے۔ جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے قرآن کریم میں ارشاد ہوا: وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر انك علیٰ کل شئ قدیر۔

مقبولیت کے حصول کے لئے ماضی قریب میں لوگوں نے بڑے جتن کئے مگر نہ مل سکی، مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ کے وصال کے بعد پے در پے جو واقعات رونما ہوئے ان کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں مگر وہ سب کچھ اس پر شاہد عدل ہے کہ مقبولیت محض عطائے الٰہی ہے ایجاد بندہ نہیں یہاں اتنی بات صاف کر لینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جدہ محترمہ حضرت چھوٹی بی صاحبہ نے حضور مفتی اعظم کی نماز جنازہ کی امامت کے لئے دو افراد کو نامزد کیا تھا ایک میں فقیر دوسرے حضور صدر العلماء حضرت مولانا تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اور اس سلسلے میں خود حضور مفتی اعظم نور اللہ مرقدہٗ نے کسی کے لئے کوئی وصیت نہ فرمائی تھی۔

ایک صاحب نے جو اس وقت پیش پیش تھے نماز جنازہ سے ذرا پہلے رضا مسجد کے سامنے مجھ سے یہ کہا کہ تحسین میاں کے لئے حکم ہوا ہے پھر از خود کہا اور اگر کوئی سید آجائے گا تو وہ پڑھا دیگا میں نے فوراً کہا جس کے لئے حکم ہوا ہے وہی پڑھائے غرض انہوں نے ادھوری خبر دی اور میرا نام چھپایا۔ مجھے اس تذکرے کو چھیڑنے کا افسوس ہے مگر یہ اس لئے ضروری ہے کہ بعض حلقے یہ خبر اڑا رہے ہیں کہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی نماز جنازہ کے لئے کسی سید کو نامزد فرمایا تھا، اس کے برعکس اس وقت کے شاہدین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور مفتی اعظم نور اللہ مرقدہٗ کی جنازے کی امامت کے لئے کس کو مقرر کیا گیا اور جنازۂ مبارکہ کے قریب علمائے کرام کے ساتھ جو معاملہ پیش آیا اس سے وہ لوگ خوب واقف ہیں اور جو مجھ فقیر کے ساتھ پیش آیا وہ میں جانتا ہوں اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں بہرحال میں نے بے نیت اقتداء تکبیر کہی اور ذمہ داران اہل سنت نے میری اقتداء کی۔

خیر یہ جملہ معترضہ تھا۔ جسے مقبولیت سے یک گونہ مناسبت ہے جو ضروری وضاحت کے لئے درمیان میں آیا بالجملہ حضور صدر العلماء کو وہ مقبولیت ملی جو ہزاروں آنکھوں نے دیکھی انہیں مظہر مفتی اعظم ہند کہا گیا ان کے جنازہ میں وہ منظر نظر آیا جس نے مفتی اعظم ہند کے جنازہ کی یاد تازہ کر دی اور مفتی اعظم کی مظہریت پر ان کے لئے مہر تصدیق ثبت کر دی وہ گوناگوں خوبیوں کے حامل تھے، سادگی، کم گوئی، عزلت نشینی، شہرت سے نفرت ان کی

زندگی کی نمایاں خوبیاں تھیں۔ وہ ان بلند پایہ لوگوں میں تھے جو نہ اپنی تعریف پر کان دھریں اور نہ اپنی مذمت کا ہوش رکھیں، نہ تعریف ان کو خوش کر سکے نہ ان کی برائی ان پر کسی طرح اثر انداز ہو سکے، ان کی زندگی پر وہ قطعہ صادق آتا ہے جس میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے اپنی زندگی کی تصویر کھینچی ہے۔

نہ مرا نوش ز تحسیں نہ مرا نیش زطعن
نہ مرا گوش بمدحے نہ مرا ہوش ذمے
منم و کنج خمولی کہ نگنجد دروے
جز من و چند کتابے ودوات و قلمے

اب مجھے کہنے دیا جائے کہ وہ اپنی ان خوبیوں کے آئینہ میں نہ صرف مظہر مفتی اعظم ہند بلکہ مظہر اعلیٰ حضرت تھے۔

گوشہ نشینی وکم گوئی اور سادگی ضرور خوبیاں ہیں مگر ان میں وہ جاذبیت نہیں جو کسی کی طرف لوگوں کو کھینچ کر لاتی ہیں تو بظاہر خوبیاں مقبولیت کے منافی ہیں مگر اسے کیا کہئے کہ یہی سادی سی ادائیں ان کی مقبولیت کا سبب بن گئیں اور لوگوں کے دل ان کی طرف کھنچتے چلے گئے اصل بات یہ ہے کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ اسباب عادیہ اسباب میں تاثیر رکھنے والا وہی ہے وہ چاہے تو تاثیر الٹ دے۔ لہٰذا یہ بہت دیکھا جاتا ہے کہ شہرت ونا موری کے سارے اسباب کے باوجود کتنے لوگ گم نام بلکہ بے نام ونشان ہو جاتے ہیں اور سادگی اور خمول کی زندگی گزارنے والوں کا نام ونشان ان کی رحلت کے بعد ایسا ابھرتا ہے کہ کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتا، اعلیٰ حضرت نے ایسوں ہی کے لئے تو فرمایا۔

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

بڑوں کی بڑی بات بڑوں سے جو چیز منسوب ہوتی ہے وہ اگر چہ چھوٹی ہو اس کی جداگانہ شان ہوتی ہے، بیڑی پینا شرعاً ناجائز وحرام نہیں نہ یہ کوئی فضیلت ہے مگر کبھی چھوٹی سی بات جب بڑوں سے منسوب ہو جاتی ہے کسی حیثیت سے خوب ہو جاتی ہے اس مختصر تمہید کے بعد میں اپنی گفتگو کو مربوط کروں اور یہ بتاؤں کہ انہوں نے اپنے آپ کو کس حد تک چھپایا خود انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ بہیڑی سے بریلی بذریعہ بس آرہے تھے، بس میں اور لوگ بھی سوار تھے، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی خوب خوب تعریف ہو رہی تھی اتفاق یہ ہوا کہ بس میں سوار لوگوں نے ممدوح گرامی کو نہ پہچانا اور خود انہوں نے کسی کو یہ نہ بتایا کہ ان کا اعلیٰ حضرت سے کیا رشتہ اور مفتی اعظم سے کیا علاقہ ہے، یہ کہتے ہوئے اچھا نہیں لگتا کہ وہ اس وقت بیڑی پی رہے تھے غالباً انہیں شرم محسوس ہوئی مگر حاجت داعی تھی اس لئے اپنی عادت کو دفع نہ کر سکے، یہاں سے وہ لوگ سبق لیں جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی نسبت کا سائین بورڈ لگائے پھرتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی روش سے سراسر منحرف ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

یہ تو خلاف اولیٰ کی وجہ سے خود کو اس قدر چھپائیں اور وہ دوسرے اعلیٰ حضرت کی روش کے سراسر خلاف کھلم کھلا، ناجائز وحرام سے بھی نہ بچیں اور زبان حال سے پدرم سلطان بود کا نعرہ لگائیں اس سے ملتا جلتا بلکہ کسی قدر اس سے ارفع واعلیٰ حضور مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہ کا ایک واقعہ اس مناسبت سے یاد آتا ہے جس سے ان کے مظہر مفتی اعظم ہند ہونے پر روشنی پڑتی ہے وہ یہ ہے:

مولانا حبیب رضا خاں مدظلہ (چھوٹے ماموں صاحب) نے مجھ سے بیان کیا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کو کسی کام سے سہار نپور بھیجا تھا واپسی میں وہ ایک اسٹیشن پر بیٹھے گاڑی کا انتظار کر رہے تھے اتنے میں ایک بڑے میاں حضرت سے ملے پوچھا کہاں جاتے ہو جواب دیا بریلی جاتا ہوں، انہوں نے دریافت کیا مولانا احمد رضا خاں کو جانتے ہو فرمایا جانتا ہوں انہوں نے کہا ان سے میرا سلام کہدینا فرمایا کہدوں گا، ان دونوں واقعوں میں صدر العلماء اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے متعلق جو مناسبت ہے وہ خوب آشکار ہے اور اس سے ان کا مظہر مفتی اعظم ہند ہونا اور ان کی خوبیوں کا عکس ہونا خوب روشن ہے۔

ظاہر ہے وہ جن خوبیوں کے حامل تھے وہ ان کی جبلت میں اور پاک طینت میں بچپن سے تھیں، والدین بزرگوں کی تربیت اور حسن صحبت سے وہ خوبیاں پروان چڑھیں اور ان کے علم نے ان خوبیوں کو اور زیادہ نکھارا۔

ان کی ایک نمایاں خوبی حلم اور صبر وتحمل تھی اور حلم وہ خوبی ہے جو اللہ کو پسند ہے اسی لئے سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام نے اشج عبدالقیس (امیر وفد) سے فرمایا: ان فيك لخصلتين يحبهما الله الحلم والاناة، تمہارے اندر دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے ایک حلم اور دوسری بردباری اور حلم وعلم میں تلازم ہے دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں گویا ایک دوسرے کا نتیجہ ہے اسی لئے علم وحلم جس طرح ساتھ ساتھ پائے جاتے ہیں اسی طرح دونوں کا اطلاق ایک ساتھ ہوتا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول: اللہ تبارک وتعالیٰ کا قول وکونوا ربانیین کے تحت ذکر کیا کہ انہوں نے اس کی تفسیر میں فرمایا علماء وحلماء وفقہاء یعنی خلاصہ معنی آیت وتفسیر یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حاملان علم دین کو حکم تکوینی دیا کہ ربانی ہو جاؤ یعنی رب والے ہو جاؤ، اس وجہ سے کہ تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم سکھاتے اور اس کا درس کرتے ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ربانیین کی تفسیر میں فرمایا یعنی ربانیین سے مراد اہل علم و صاحبان حلم و حاملان فقاہت ہیں۔

یہاں سے ایک عالم کی شان ظاہر ہوئی صدر العلماء تو نہ صرف ایک عالم تھے بلکہ انہوں نے سیکڑوں علماء بنائے اور ہزاروں کے سینوں میں علم دین کو ودیعت چھوڑا، یہ ان کے لئے وہ صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب ان کو قیامت تک ملتا رہے گا۔ حدیث میں آتا ہے: اذا مات ابن آدم انقطع عمله الامن ثلاث الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يد عوله جب آدمی دنیا سے چلا جاتا ہے اس کے عمل کا اجر منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے، صدقہ جاریہ باقی رہنے والی کوئی چیز (دینی مدرسہ، مسجد، سرائے) یا علم نافع یا نیک اولاد جو میت کے لئے دعا کرے، اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ ان کا اجر جاری ہے اور وہ اپنے علم سے زندہ ہیں چنانچہ شاعر کہتا ہے۔

اخو العلم حی خالد بعد موته
واوصاله تحت التراب رميم
وذو الجهل ميت وهو ماش على الثرىٰ
يعد من الاحياء وهو عديم

یعنی عالم اپنی موت کے بعد بھی زندۂ جاوید رہتا ہے۔

اگرچہ بالفرض اس کی ہڈیاں مٹی کے نیچے بوسیدہ ہوجائیں، اور جاہل جیتے جی مردہ ہے حالانکہ وہ زمین پر چلتا ہے ۔ زندوں میں شمار ہوتا ہے حالانکہ وہ معدوم ہے۔اختتام کلام پر یہ سوال اٹھتا ہے کیا انہیں شہادت کا درجہ ملا اگر انہیں شہادت ملی تو وجوہ شہادت کیا ہیں۔

شہید وہی نہیں جو ظلماً دھار دار ہتھیار سے قتل کردیا جائے ۔حکم آخرت میں شہیدوں کی ایک لمبی قطار ہے حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تیس تک شہیدوں کا شمار کیا۔

چنانچہ ’’درمختار‘‘ ۲/۲۵۲ میں ہے: وكل ذلك فى الشهيد الكامل، یعنی وہ تمام شرطیں جو مذکور ہوئیں وہ شہید کامل (حکم دنیا و آخرت میں شہید کے بارے میں ہیں جب وہ تمام شرطیں پائیں جائیں گی تو ایسے شہید کو غسل نہ دیا جائے گا اور وہ چھ ہیں عاقل و بالغ ہونا اور دھاردار ہتھیار سے مقتول ہونا، اور یہ کہ نفس قتل سے کوئی مالی معاوضہ واجب نہ ہو، اور جنابت سے پاک ہونا، اور بے مہلت فوراً موت واقع ہونا) ردالمحتار میں ہے: (قوله وكل ذلك) أى ماتقدم من الشروط وهى ست كما فى البدائع، العقل والبلوغ والقتل ظلما وان لايجب به عوض مالى، والطهارة عن الحدث الاكبر، وعدم الارتثاث۔

نیز ’’درمختار‘‘ میں ہے: وإلا فالمرتث شهيد الآخـــرة وكذا الجنب ونحوه، ومن قصد العدو فاصاب نفسه، والغريق والحريق والغريب والمهدوم عليه والمبطون والمطعون والنفساء والميت ليلة الجمعة، وصاحب ذات الجنب ومن مات وهو يطلب العلم، وقد عدّهم السيوطى نحو الثلاثين۔

نیز درمختار میں عبارت سابقہ سے متصل فرمایا جسکا ترجمہ درج ذیل ہے۔

ورنہ مرتث یعنی جو قتل کے بعد فوراً انتقال نہ کرے حکم آخرت میں شہید ہے اور یوں ہی جنابت کی حالت میں قتل ہونے والا اور اس کے مثل، اور یوں ہی وہ جو دشمن کے ارادے سے نکلے اور کسی وجہ سے خود ہلاکت میں پڑ جائے اور ڈوب کر، جل کر اور (۱) سفر میں انتقال کرنے والا اور وہ (۲) جس کی موت کسی چیز سے دب کر، جل کر ہوجائے، اور شکم اور طاعون کی بیماری میں مرنے والا انفاس کی حالت میں مرنے والی عورت اور (۳) جمعہ کی رات میں انتقال کرنے والا اور مرض ذات الجنب میں مرنے والا اور وہ (۴) جسے طلب علم کی حالت میں موت آئے اور سیوطی نے شہیدوں کو تیس تک گنا، (قوله ونحوه) اى كالمجنون والصبى والمقتول ظلماً اذا وجب بقتله مال۔

ردالمحتار میں نحوہ کے تحت بطور مثال مجنون اور بچے اور وہ بھی جو ظلماً قتل کیا جائے جبکہ نفس قتل سے مال واجب ہو، شہید ہے۔ (ان کو شہید آخرت میں شمار کیا) (قوله والمطعون) وكذامن مات فى زمن الطاعون بغيره اذا اقام فى بلده صابرا محتسبا فان له اجر الشهيد كما فى حديث البخارى، وذكر الحافظ ابن حجر انه لايسئل فى قبره۔ اجهورى

نیز ردالمحتار میں درمختار کے قول المطعون کے تحت

فرمایا اور یوں ہی وہ شہید ہے جو زمانہ طاعون میں بغیر مرض طاعون انتقال کرے جب کہ اپنے شہر میں صبر اور طلب اجر کے ساتھ ٹھہرا رہے اس لئے کہ اس کے لئے اجر شہید ہے جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے: اور حافظ ابن حجر نے ذکر کیا کہ اس سے اس کی قبر میں سوال نہ ہوگا۔

نیز ردالمحتار میں ہے: (قوله والنفساء) ظاهره سواء ماتت وقت الوضع او بعدهٔ قبل انقضاء مدة النفاس ط اس کا ظاہر یہ ہے کہ ایسی عورت کے لئے حکم شہادت ہے عام ازیں کہ ولادت سے پہلے مرجائے یا بعد ولادت نفاس کی مدت گذرنے سے پہلے۔

نیز ردالمحتار میں ہے: (قوله والميت ليلة الجمعة) اخرج حميد بن زنجويه فی فضائل الاعمال عن مرسل اياس بن بكير ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال "من مات يوم الجمعة كتب له اجر شهيد" اجهوری حمید ابن زنجویہ نے فضائل اعمال میں ایاس بن بکیر کی حدیث مرسل تخریج کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو جمعہ کے دن موت آئے اس کے لئے شہید کا اجر لکھا جائے۔ اجہوری۔

نیز ردالمحتار میں ہے: (قوله وهو يطلب العلم) بأن كان له اشتغال به تاليفا او تدريسا او حضورا فيما يظهر، ولو كل يوم درسا، وليس المراد الانهماك ط

یعنی طلب علم کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو علم سے شغف ہو تالیف یا تدریس یا مجلس علم میں حاضر ہونے کے طور پر اس وجہ کی رو سے جو ظاہر ہے اگرچہ ہر دن ایک درس ہو اور اس میں منہمک ہونا مراد نہیں۔

چنانچہ سیوطی نے فرمایا جو مرض شکم میں مرجائے (شہید ہے) اور اس میں اختلاف ہے آیا مراد استسقاء ہے یا اسہال دونوں قول ہیں اور اس سے کوئی مانع نہیں کہ حدیث کی بشارت دونوں کو شامل ہو یا جو ڈوب کر یا دب کر یا مرض ذات الجنب میں مرے شہید ہے۔ (مرض ذات الجنب کچھ زخم ہیں جو پہلو کے اندر سخت درد کے ساتھ رونما ہوتے ہیں پھر پہلو میں پھٹ جاتے ہیں۔ اور وہ عورت جو بوجہ جمع انتقال کر جائے جمع جیم کے ضمہ کے ساتھ اور کسر کے ساتھ اور کبھی جیم کے فتحہ کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے مراد اس سے وہ شئی ہے جو عورت کے جسم میں مجتمع ہو حمل یا بکارت۔

حضور ﷺ نے فرمایا جو عورت بوجہ جمع مرجائے وہ شہید ہے۔ (دق) میں (بیماری جو پھیپھڑوں میں ہوجاتی ہے) کی وجہ سے مرے وہ بھی شہید ہے۔ جس کی وجہ سے جسم گھٹتا اور پیلا پڑنے لگتا ہے اور جو غریب الوطنی میں یا مرگی میں یا (۵) بخار میں یا اپنے اہل یا مال یا اپنی جان یا حق کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے یا کسی کے عشق میں بشرطیکہ پرہیزگاری اور پوشیدگی سے کام لے اگرچہ وہ عشق حرام و گناہ ہو یا جو اُچھو لگنے سے مرے یا جسے درندہ پھاڑ کھائے یا ظلما سلطان قید کردے یا سلطان ظالم کے مارنے سے مرجائے یا اس کے خوف سے چھپا ہوا اور اسی حالت میں مرجائے یا کوئی زہریلا جانور اسے ڈس لے اور وہ مرجائے یا علم شرعی کی طلب میں انتقال کرے یا بے اجر طلب ثواب کے لئے اذان دیتا ہو یا سچا تاجر ہو یا وہ جو اپنی بیوی اور اپنی اولاد اور اپنے مملوک غلام یا کنیز کے نفقہ کے لئے سعی کرنے کی حالت میں مرجائے، ان میں اللہ کے

حکم کو قائم رکھتا ہو اور ان کو حلال روزی کھلاتا ہو۔

اللہ کے ذمہ پر حق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شہداء میں رکھے، جس کی موت سمندر میں چکر آنے کی وجہ سے واقع ہو اور جس کو قئے آئے اس کے لئے اجر شہید ہے اور وہ عورت جو غیرت پر صبر کی حالت میں مرے اس کے لئے اجر شہید ہے اور جو ہر دن ۲۵ مرتبہ یہ دعا پڑھے: اللهم بارك لى فى الموت وفيما بعد الموت اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا اجر دے۔ اور جو چاشت کی نماز پڑھے اور ہر مہینے تین روزے رکھے، اور (۶) سفر و حضر میں وتر نہ چھوڑے اس کے لئے شہید کا اجر لکھا جائے، اور سرکار علیہ السلام فرماتے ہیں: (۷) میری امت کے بے راہ رو ہونے کے وقت میں جو میری سنت کو مضبوطی سے تھامے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے اور جو اپنی بیماری میں چالیس مرتبہ لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين پڑھے اور مر جائے اس کو شہید کا ثواب ملے اور اگر اچھا ہو جائے تو اس حال میں اچھا ہوگا کہ اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔

نیز امام اجھوری مالکی علیہ الرحمہ نے درج ذیل شہید گنائے، جو سرحد اسلام پر اس کی نگہ داشت کے لئے گھوڑا باندھے اسی حالت میں اس کی وفات ہو جائے، اور وہ جو ہر رات سورہ یٰسین پڑھتا ہو۔ اور جو گھوڑے وغیرہ کسی سواری سے گر انتقال کر جائے، اور وہ جو رات بھر باوضو رہے پھر اسی حالت میں دنیا سے چلا جائے۔ اور (۸) جو زندگی بھر لوگوں سے تواضع و مدارات کے ساتھ پیش آئے اور جو (۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود بھیجے اور جو اللہ کے راستہ میں شہید ہونے کی سچی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اسے شہید کا ثواب دے۔

اور حضرت حسن بصری سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال ہوا جو برف سے نہایا تو اسے ٹھنڈ لگی پھر وہ مر گیا انہوں نے فرمایا یہ کیسی شہادت ہے، اور ترمذی نے معقل بن یسار سے حدیث تخریج کی انہوں نے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صبح اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم تین مرتبہ پڑھے اور سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے کر دے جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جائے اب اگر اس دن اس کا انتقال ہو جائے تو وہ دنیا سے شہید جائے گا اور جو شام کو یہ وظیفہ پڑھے اسی منزلت میں ہوگا یہاں تک کہ صبح ہو اب شہیدوں کا عدد چالیس سے زیادہ ہو گیا اور بعض علماء نے پچاس سے زیادہ شمار کیئے۔ هذا كله ملخص مافى رد المحتار بتصرف يسير و حذف تكرار۔

تفصیل موجب تطویل ہوئی از آں جا کہ اس میں فوائد کثیرہ تھے ہم وہ پورا کلام نقل کر لائے مقصود اس سے نفع مسلمین ہے یہ باتیں لائق مطالعہ اور یاد رکھنے کے قابل ہیں ہمارے ممدوح کے لئے جو وجوہ شہادت مجتمع ہوئے ان پر نشان لگا دیئے ہیں، ان میں نمبر ۴ اور ۷ صدر وجوہ ہیں ہم امید کرتے ہیں صدر علماء صدر شہداء ہوں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

☆☆☆

☆..................☆..................☆

حضرت صدر العلماء کی زندگی

از: امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب مدظلہ

مظہر مفتی اعظم برادر عزیز مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی رحلت سے جو صدمہ جانکاہ دل ودماغ کو پہنچا ہے، وہ مدتوں بھلایا نہ جاسکے گا، یہ ایک ایسا زخم ہے جس کا اندمال جلد ممکن نہیں اپنی مسلسل علالت وکمزوری کے باعث سمجھ تو یہ رہا تھا کہ بھائیوں میں بڑا ہونے کی وجہ سے دنیا سے جانے میں بھی پہلا نمبر میرا ہی رہے گا، مگر مشیت ایزدی کچھ اور ہی تھی جو ۱۸/ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ کو ظاہر ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ادھر امام احمد رضا اکیڈمی کی جانب سے خط آیا ہے کہ ان کی حالت پر کچھ لکھوں مگر اپنا حال یہ ہے کہ قلم اٹھانے سے پہلے دل بیٹھا جاتا ہے آنکھیں اشکبار ہوتی جاتی ہیں، مگر ان کی محبت کا جذبہ دل کو ابھارتا ہے کہ جیسے بھی ہو کچھ لکھوں، ضرور کبھی بچپن کی یاد ستاتی ہے، کبھی زمانۂ طالب علمی کا خیال آتا ہے، جب ہم دونوں ساتھ پڑھتے تھے اور تقریباً ۶/۵ سال تک یہ سلسلہ جاری رہا ہے، اس کے بعد شیخ الحدیث محدث اعظم پاکستان کی دعوت پر ایک سال کے لئے پاکستان چلے گئے تھے، کبھی ان کی سادگی طبع، سادہ لوحی، تواضع وانکساری، حلم وبردباری، متانت و سنجیدگی، زہد وتقویٰ وپرہیزگاری، خلق خدمت کی خدمت کا جذبۂ بیکراں برخلاف اس کے اخلاق رذیلہ ریاکاری اور دکھاوا تکبر وغرور نخوت سے دوری، یہی ان کی پاکیزہ زندگی ہے، سیکڑوں باتوں کا رہ رہ کر خیال آتا ہے۔

ان کی علمی صلاحیت قابلیت پڑھانے کا انداز (انداز تفہیم) تو یہ ان کے بے شمار تلامذہ ہی بتاسکیں گے، کہ جنہوں نے ان کے سامنے زانوئے ادب طے کیا ہم یہ جانتے ہیں کہ ان کی زندگی کا بہترین مشغلہ پڑھنا پڑھانا ہی زمانۂ طالب علمی سے آخیر تک جاری رہا، ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

اب آخر میں اپنے پیارے بھائی کے خلوص ومحبت اور قلبی لگاؤ کا جو کہ انہیں مجھ سے تھا، اور مجھے ان سے اس کا تذکرہ کروں بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے شفقت ومحبت جو اسلامی اخلاق کا ایک زرّیں حصہ ہے اگر آج بھی مسلمان اس پر عمل کرے تو مسلمانوں میں گھر گھر جو خانہ جنگی چھڑی ہوئی ہے وہ یکسر ختم ہوجائے اور اتفاق واتحاد کی فضاء پیدا ہوجائے، میں ان سے عمر میں بڑا ہوں مگر مجھے یہ لکھنے میں کوئی تأمل نہیں کہ وہ مجھ سے علم میں بڑے تھے، ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

اس کے بعد جب کوئی بات ان سے کہتا تو مان لیتے پڑھانے کے زمانے میں انہیں منطق وفلسفہ سے بہت زیادہ دلچسپی تھی اور ایک عرصہ تک پڑھاتے رہے میں نے ان سے کہا اب اسے چھوڑ دواب دوسرے فنون تفسیر وحدیث وفقہ بھی پڑھائیں تو انہوں نے اس طرف توجہ دی اور اس سے انہیں اتنی دلچسپی بڑھی نہ صرف مدرسہ میں پڑھاتے بلکہ محلّہ کی بڑی مسجد میں ہر جمعہ کو بعد فجر درس حدیث وقرآن کا سلسلہ شروع کردیا، جو آج تک جاری تھا، تقریباً ۲۰/۲۱ سال پابندی سے درس دیا جس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوکر فیضیاب ہوتے رہے۔

مدرسہ سے ان دنوں تنخواہ کم ملتی تھی میں نے مشورہ دیا کہ کتب خانہ کھول دو پر وہ گھبرائے کہ کون سنبھالے گا کون چلائے گا، میں ان دنوں ناگپور میں تھا وہاں سے کچھ کتابیں خرید کر پارسل سے بھجوادیں تو مجبوراً وہ راضی ہوگئے، تو کتب خانہ بنام مکتبہ مشرق قائم کردیا انہیں دنوں قاری عرفان الحق آگئے جو ان کے شریک کار ہوگئے، اور مکتبہ کھول دیا، جو آج تک چل رہا ہے۔

خدا کا فضل ہے کہ ہم بھائیوں میں کبھی اختلاف نہیں ہوا، اور ہوا بھی تو جلد ختم ہوگیا، مکان وزمین کی تقسیم پر اکثر بھائیوں میں اختلاف ہوجاتا ہے مگر اس مرحلہ سے بھی بآسانی گزر گئے، والد صاحب کے انتقال کے بعد جب مکان کی تقسیم کے لئے انہوں نے لکھا تو میں نے انہیں لکھ دیا کہ تم دونوں بھائی تقسیم کرلو، اور جو میرے حصہ میں آئے چھوڑ دو، چنانچہ ایسا ہی ہوا میں باہر رہا اور مکان کی تقسیم ہوگئی، مزید برآں میرے مکان کی تعمیر کا مسئلہ سامنے آیا باہر رہنے کی وجہ سے میرے لئے یہ امر مشکل تھا کہ میں یہاں رہ کر مکان کی تعمیر کراؤں یہ کام بھی انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا اور اپنی نگرانی میں یہ کام بھی کرادیا ان کی محبت اور سعادت مندی کا یہ حال تھا کہ چھوٹے چھوٹے کام ان کے سپرد کردیتا اور وہ بخوشی انجام دیتے، (بقیہ ص ۴۷ پر......)

ہائے یہ کون چلا گیا

از: شہزادۂ امین شریعت حضرت مولانا محمد سلمان رضا مدظلہ العالی

مدیر ''سنی دنیا'' برادرِ دینی مولانا یونس صاحب اویسی نے عم محترم خلیفہ مفتیٔ اعظم حضرت علامہ تحسین میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتقال پر ملال پر تعزیتی مضمون مجھ احقر سے لکھنے کی پیش کش کی اور بہت مختصر وقت اس کے لئے مجھے دیا جبکہ طبیعت اس عظیم حادثہ کے سبب افسردہ ہے اور ذہن بالکل اس کے لئے تیار نہیں بار باران کی جدائی کا غم ستاتا ہے اور تصور کی دنیا میں وہ مجسم ہوکر سامنے نظر آتے ہیں اور طبیعت بے چین ہو اٹھتی ہے اور یہ خیال ستاتا ہے کہ یہ موت ہی کیسی چیز ہے کہ اپنوں کو اپنوں سے کتنی دور لے جاتی ہے جو آج تک ہمارے درمیان تھے ہم سے کتنی دور چلے گئے کہ اب انہیں ہماری آنکھیں کبھی نہ دیکھ سکیں گی آج تک ہم فخر اور خوشی سے کہتے تھے کہ خاندان میں چار بزرگ ہیں:

۱ر والدگرامی امین شریعت حضرت علامہ محمد سبطین رضا صاحب مدظلہ العالی

۲ر عم محترم صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان

۳ر عم محترم حبیب العلماء حضرت علامہ محمد حبیب رضا صاحب قادری مدظلہ العالی

۴ر قاضی القضاۃ تاج الشریعہ حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں صاحب مدظلہ العالی

کہ جو اپنے آپ میں ایک مثال ہیں لیکن افسوس کہ موت نے ان میں سے ایک کو ہم سے دور کر دیا اور آج وہ ہمیں روتا بلکتا چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہو گئے اللہ تعالیٰ ان کی قبر پاک پر رحمت ونور کی بارش فرمائے اور ہم پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور موجودہ بزرگوں کو صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمریں عطا فرمائے اور اہل سنت پر بالخصوص اہل خاندان پر ان کے سایہ کو دراز تر فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ان کی بہت سی باتوں کا اس وقت خیال آرہا ہے اور ذہن الجھ رہا ہے، کہ کسے بیان کیا جائے اور کسے چھوڑا جائے، بہرحال میں آپ کو بتاؤں کہ ہم آپ سمجھ رہے ہیں کہ وہ اچانک ہم سے دور ہو گئے اور حادثہ کا شکار ہو گئے لیکن سفر ناگپور سے قبل جس طرح سے انہوں نے تیاری کی اور جو واقعات رونما ہوئے اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ باخبر تھے اور پوری تیاری کے ساتھ اس سفر آخرت کے لئے نکلے تھے۔ جس دن ناگپور کے لئے نکلے اس دن گھر میں بچوں سے کچھ پرانی باتوں کا تذکرہ کیا اسی تذکرہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ اپنے تعلق کو اور بھائیوں کی محبت جو ان کے ساتھ تھی اس کا ذکر فرمایا اور اسی گفتگو میں بچوں سے کہا کہ ہم لوگوں میں ایسی محبت تھی کہ بھائی صاحب

(یعنی میرے والد گرامی حضرت علامہ سبطین رضا صاحب مدظلہ العالی) کو جب پہلی تنخواہ ملی تو اس میں میرا بھی جوڑا بنا تھا گویا یہ اشارہ تھا اور نصیحت تھی بچوں کے لئے کہ تم بھی اسی طرح اپنے بھائیوں سے رشتۂ محبت کو قائم رکھنا اور میرے بعد الفت و محبت سے رہنا اس کے علاوہ بچوں کو دوسری ہدایتیں فرمائیں بھائیوں میں محبت کا یہ عالم کہ جب میرے والد گرامی جو برسوں سے بحکم مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ''کانکیر، چھتیس گڑھ'' میں رہ کر اشاعت دین میں مصروف ہیں جب بریلی شریف تشریف لاتے تو بلا تاخیر پہلی فرصت میں والد گرامی کی مزاج پرسی کو تشریف لاتے اور اگر والد صاحب باہر ہوتے تو ان کی خیریت معلوم کرتے رہتے۔

ناگپور جانے سے قبل اپنے بچوں سے یہ بھی فرمایا کہ اب تک میں نے گھر کی ذمہ داریوں کو سنبھالا اور اب تمہیں سنبھالنا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کاش ہمیں اس عظیم مصیبت کا علم پہلے سے ہو جاتا تو کچھ ہم ان کی سن لیتے اور کچھ اپنی ان سے کہہ لیتے بہر حال اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے، مولیٰ تعالیٰ آگے کی خیر فرمائے اور ہم سب کو صبر عطا فرمائے ان بھائیوں کے آپس میں قلبی لگاؤ کے سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ والد گرامی جو اس وقت رائے پور میں تشریف رکھتے تھے اور پیرانہ سال اور علالت طبع کے باعث نہایت کمزور ہیں حال یہ کہ گھر میں چلنا پھرنا دشوار ہے ایسے میں وہ سولہ سترہ سو کلومیٹر کا سفر لیکن انہیں جب یہ ادھوری خبر کہ چچا صاحب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے جس میں انہیں شدید چوٹ آئی ہے دی گئی قبل اس کے کہ کہنے والا ان کا ارادہ پوچھتا فرمایا میں تحسین میاں کو دیکھنے جاؤں گا بعد نماز جمعہ یہ خبر دی گئی تھی خبر ملتے ہی چند گھنٹوں میں سفر کی تیاری کر کے سفر شروع بھی کر دیا اور ہفتہ کی صبح فجر کے وقت گھر تشریف لے آئے لیکن اب اصل خبر ان تک کسی نے پہنچانے کی ہمت نہ کی اور بعد مغرب (ہفتہ کے دن جب) نعش مبارک ناگپور سے بذریعۂ طیارہ بریلی شریف پہنچی اور اس کے دو چار گھنٹہ بعد جب خبر دی گئی اور آپ مرحوم و مغفور بھائی کے پاس پہنچے تو دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ وہ منظر نہایت دردناک تھا حالانکہ میں بھی ساتھ گیا تھا لیکن مجھے اپنے گردوپیش کی کچھ خبر نہ تھی لوگوں نے بعد میں بیان کیا کہ اس وقت تمام آنکھیں پرنم تھیں خاص طور پر وہ وقت جب والد صاحب اپنے عزیز بھائی کی میت پر جھک رہے تھے اور نقاہت کی وجہ سے اس میں دیر لگ رہی تھی اصل میں آپ اپنے چھوٹے بھائی کی پیشانی کو چومنا چاہتے تھے لیکن دوسرے ان کے ارادہ کو سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ آخر حضرت کیا کرنا چاہتے ہیں اس لئے کچھ لوگ انہیں سہارے سے بجائے جھکانے کے اوپر اٹھانے کی کوشش کر رہے تھے، جب حضرت والد صاحب نے اپنا ارادہ اپنی زبان سے ظاہر کیا تب لوگوں کو اطمینان ہوا اور بالآخر آپ نے اپنے بھائی کی پیشانی کو فی امان اللہ کہتے ہوئے بوسہ دیا اس منظر سے سب کے دل بھر آئے۔ ہم سب اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں مولیٰ تعالیٰ حضرت صدر العلماء کے درجات بلند فرمائے اور ان پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے۔

فقط طالب دعا

احقر العباد محمد سلمان رضا غفرلہ

صدر العلماء احادیث کے آئینے میں

از: ابو حمزہ

صدر العلماء، استاذ الاساتذہ، قاسم العلوم، مہر شریعت، بدر طریقت، نبیرۂ استاذ زمن، مظہر مفتی اعظم، علامہ مولانا الحاج الشاہ محمد تحسین رضا خان صاحب قادری برکاتی رضوی خلیفۂ مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہٗ وبرّد مضجعہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

حسن کامل بے نیاز از منت مشاطگاں
کاملاں رااحتیاج جبہ و دستار نیست

بلکہ اپنا تعارف کرانے کے لئے ہم ان کی شخصیت کی طرف محتاج ہیں۔ صدر العلماء اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت شہید عشق ومحبت الشاہ امام احمد رضا بریلوی کے خانوادہ کے ایک روشن چراغ اور علم کے بلند مینار تھے۔

صدر العلماء کا خاندانی پس منظر جاننے کے لئے آپ حیات اعلیٰ حضرت مصنفہ مولانا ظفر الدین البہاری علیہ رحمۃ الباری کا مطالعہ کریں تو آپ کو مظہر مفتی اعظم، محدث بریلوی اور ان کے آباء واجداد کی مکمل سوانحی تفصیل مل جائے گی، صدر صاحب کے پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں، سب سے بڑی بہن ابھی باحیات ہیں جو اعلیٰ حضرت کی نواسی ہیں، بڑے بھائی امین شریعت فروغ اہل سنت کے لئے [illegible] پردیش میں قیام فرما ہیں، پھر آپ صدر صاحب ہیں، آپ کے بعد ایک بھائی جمشید رضا دو سال کی عمر میں انتقال کر گئے، ان کے بعد حضرت مولانا حبیب رضا خاں صاحب بقید حیات ہیں اور تبلیغ سنیت میں مصروف ہیں، پھر ان کے بعد ایک بھائی نبی رضا ڈیڑھ سال کی عمر میں اور ایک بہن نسیم فاطمہ ڈھائی سال کی عمر میں مالک حقیقی سے جا ملے، اور سب سے چھوٹی ہمشیرہ مخدومہ امی جان (زوجۂ تاج الشریعہ) (والدہ مخدوم گرامی مولانا عسجد رضا خاں صاحب) ہیں۔

صدر العلماء اور منصب امامت

امامت بڑا اہم منصب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے سرکار علیہ فرماتے ہیں کہ: امام ضامن ہے اور موذن امانتدار، اس منصب کے لائق کتنے ائمہ مساجد ہیں، مجھے اس سلسلہ میں کہنے کی چنداں ضرورت نہیں اہل علم حضرات خوب اچھی طرح جانتے ہیں مگر کچھ اوصاف امامت سے متعلق ایسے ہیں جو خال خال ہی اس دور میں کسی میں پائے جاتے ہیں مگر صدر العلماء کی شخصیت امامت کے شرائط اور اوصاف کی جامع تھی، آپ اہل محلّہ کے پسندیدہ امام تھے۔ ایسے امام کے لئے سرکار ابد قرار علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمر، ان رسول اللہ ﷺ قال: ثلاثة علی کثبان المسك. اراہ قال۔ یوم القیامة عبد ادی حق اللہ وحق موالیه ورجل ام قوما وهم به راضون۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر سے مروی ہے سرکار کا ارشاد عالی ہے کہ: تین لوگوں کو میں قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر دیکھ رہا ہوں۔ وہ جس

نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے غلاموں کا حق ادا کیا اور وہ جس نے قوم کی امامت کی اور وہ قوم اس سے راضی رہی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة لایهولهم الفزع الاکبر ولاینالهم الحساب وهم علی کثیب من مسك حتی یفرغ من حساب الخلائق رجل قرأ القرآن ابتغاء وجه الله وام به قوما وهم به راضون۔ تین قسم کے لوگ ہیں جن کو روز قیامت نہ تو گھبراہٹ ہوگی، نہ ان کا حساب ہوگا اور وہ مشک کے ٹیلہ پر ہوں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے حساب سے فارغ ہو جائے گا، ان میں سے ایک وہ ہے جس نے حصول رضائے الٰہی کے لئے قرآن پڑھا اور پھر اسی سے اس نے قوم کی امامت کی اور وہ قوم اس سے خوش رہی۔

صدر صاحب کی امامت کا حال بھی یہی تھا کہ انہوں نے کانکر ٹولہ پرانا شہر بریلی کی نورانی مسجد میں آخری وقت تک امامت فرمائی اور سب لوگ ان سے خوش تھے۔

صدر صاحب مومن کامل تھے

صدر صاحب قبلہ فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کو ان کے اوقات پر ادا کرنے کے عادی تھے۔ آپ ہر نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد میں جایا کرتے تھے اور ہونا بھی یہی چاہئے ایسے شخص کے لئے انعام خداوندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو ایمان کامل اور بزرگی عطا فرماتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: عن ابی سعید الخدری قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا رائیتم الرجل یعتاد المسجد فاشهدوا له بالایمان۔ جب تم کسی کو مسجد جانے کا عادی پاؤ تو اسکے ایمان کے گواہ ہو جاؤ۔

ارشاد نبوی ہے: ان بیوت الله فی الارض المساجد وان حقا علی الله تعالیٰ ان یکرم من زار فیه، زمین میں مسجدیں اللہ کا گھر ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے کہ اس کو بزرگی عطا فرمائے جو اس کی بارگاہ میں حاضری کے لئے مسجد میں آئے۔ اس سلسلہ میں اور بھی بہت احادیث ہیں مگر ان دونوں سے پتہ چلا کہ صدر صاحب قبلہ مومن کامل اور بزرگ تھے۔

صدر صاحب اور خوش مزاجی

صدر صاحب قبلہ بہت با اخلاق اور خوش مزاج تھے اور ان کے لبوں پر ہر وقت مسکراہٹ رہتی تھی، ان کو دیکھ کر طبیعت میں نشاط پیدا ہو جاتا تھا۔ صدر صاحب کی یہ عادت کریمہ بھی حدیث رسول کی آئینہ دار اور تفسیر تھی۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عن عبداللہ ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم احب الاعمال الی الله تعالیٰ بعد الفرائض ادخال السرور فی قلب المسلم یعنی فرائض کی ادائیگی کے بعد قلب مسلم کو خوش کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل ہے۔

عن ابی ذر الغفاری تبسمك فی وجه اخیك صدقة اپنے بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا صدقہ ہے۔ عن الحسن بن علی قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان من موجبات المغفرة ادخال السرور علی اخیك المسلم مسلمان بھائی کو خوش کرنا مغفرت کو واجب کرنے والی چیزوں میں سے ہے۔

صدر صاحب اور مشائخ اہل سنت کی صحبت

صدر صاحب قبلہ نے جن مشائخ ذوالاحترام کی صحبت اٹھائی ہے اگر سبھوں کا تذکرہ تفصیل سے کیا جائے، تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا بس چند حضرات کے اسمائے گرامی پر اکتفا کرتا ہوں جو علم و عمل میں کوہ ہمالہ تھے۔ آپ کے استاذ محترم محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد صاحب

نور اللہ مرقدہٗ، شمس العلماء قاضی شمس الدین صاحب جونپوری، علامہ غلام یٰسین صاحب، اور بطور خاص آپ کے والد گرامی علامہ حسنین رضا صاحب مگر جس شخصیت نے آپ کو علم و عمل سے آراستہ کیا صیقل کیا، اور کندن بنایا وہ ہیں اپنے وقت کے قطب شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند۔

علم و فضل، زہد و تقویٰ میں مفتی اعظم کا ثانی ان کے دور میں بھی کوئی نظر نہیں آتا تھا آپکے جانشین تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں فرماتے ہیں۔

متقی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی
ایک میرے مفتی اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

اس بافیض تقویٰ شعار شخصیت کی صحبت میں صدر صاحب رہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے: حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: نیک ہم نشیں اور برے ہم نشیں کی مثال یوں ہے جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھونک رہا ہے، مشک والا یا تو تجھے مشک ویسے ہی دے دے گا یا تو اس سے مول لے گا اور کچھ نہ سہی خوشبو تو آئے گی، اور وہ دوسرا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اس سے بدبو پائے گا۔ ایک اور دوسری حدیث ہے: قال علیہ السلام علیکم بمجالسۃ العلماء واستماع الحکماء فان اللہ تعالیٰ یحیی القلب بنور الحکمۃ کما یحیی الارض المیتۃ بماء المطر۔ علماء کی مجلس میں رہا کرو، حکماء کی باتیں سنا کرو بیشک اللہ تعالیٰ حکمت کے نور سے دل کو اس طرح حیات عطا فرماتا ہے جس طرح زمین بارش کے پانی سے زندگی پاتی ہے۔

یہی وجہ تھی کہ صدر صاحب نے سرکار مفتی اعظم کی صحبت کو لازم کرلیا تھا، تو صدر صاحب کے قلب نے سرکار مفتی اعظم ہند کے نور حکمت سے وہ حیات پائی کہ خود مفتی اعظم نے ارشاد فرمایا: ''تحسین میاں گل سرسبد ہیں''۔ خلافت نامہ میں حضرت مفتی اعظم نے قرۃ عینی ودرۃ زینی لکھ کر ان کے قلب کی نورانیت اور حکمت و دانائی پر مہر ثبت فرمادی، یہاں یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ مفتی اعظم ہند نے صدر صاحب کو ۲۵ر صفر بروز عرس اعلیٰ حضرت قل کے بعد مجمع کو روک کر علماء و مشائخ کی موجودگی میں خلافت عطا فرمائی اور جبہ و دستار سے نوازا اور یہ اشارہ فرمادیا کہ۔

''تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے''

اور پھر علماء و مشائخ نے ان کو مظہر مفتی اعظم ہند کے نام سے بھی جانا۔ یہ نوازشات تھیں سرکار مفتی اعظم ہند کی۔!

صدر صاحب اور تدریسی خدمات

صدر صاحب قبلہ کی تدریسی خدمات کے تعلق سے ذرا تفصیل سے وہی لکھ سکتے ہیں جن کو باضابطہ ان کی خدمت میں رہ کر پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ آپ نے ۵۳ر سال تک تدریسی خدمات انجام دی ہیں۔ صدر صاحب نے تمام علوم وفنون مروجہ کو بخوبی پڑھایا۔ مولانا محمد حنیف خان صاحب صدر المدرسین الجامعۃ النوریہ بریلی شریف نے اپنی تقریر کے دوران صدر صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا: کہ صدر صاحب نے تین سال معقولات کی کتابیں مدرسہ مظہر اسلام میں پڑھائیں اس کے کئی سال کے بعد مجھے (مولانا حنیف صاحب) اور دیگر ساتھیوں کو خود کہہ کر شمس بازغہ جیسی ادق کتاب پڑھائی۔ پڑھانے کا یہ انداز تھا کہ جیسے کوئی میزان الصرف پڑھا رہا ہو۔ اسی سلسلہ میں اپنے وقت کے عالم باعمل قاضی القضاۃ، وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، شہزادۂ مفسر اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں صاحب فرماتے ہیں کہ: میں نے مولانا عبد الحق خیرآبادی (ابن علامہ فضل حق خیرآبادی مجاہد آزادی) کی فن منطق میں شرح مرقاۃ کے ابتدائی صفحات سمجھے ہیں۔ ان کا علم متحضر تھا، ان کو تفہیم میں مطالعہ کی ضرورت نہ ہوتی میرے دانست میں انہوں نے ترکہ کبھی نکالا نہیں مگر ترکہ کے مسائل بھی متحضر

تھے۔ ترکہ کی ایک نادر صورت تھی، صدر صاحب نے ''سراجی'' سے نکال کر دکھائی اور جب میں ''دفاع کنز الایمان'' تصنیف کر رہا تھا تو صدر صاحب نے ''تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر مصنفہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ'' نکال کر دی جس سے مجھے بہت مدد ملی۔ وہ میرے مضمون کو بغور ذوق وشوق سے سنتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔

۱۹۹۱ء یا ۱۹۹۲ء کی بات ہے مولانا محمد ہاشم نعیمی تلمیذ صدر العلماء مدرس معقولات جامعہ نعیمیہ نے دوران درس بتایا کہ حاجی صاحب یعنی علامہ مبین الدین صاحب قبلہ اور صدر العلماء علامہ تحسین رضا میرے استاذ کا علم اتنا مستحضر تھا کہ جب بھی کسی نے ان حضرات سے کچھ استفسار کیا تو فوراً تسلی بخش جواب مع حوالہ جات عطا فرمایا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید سائل سوال پہلے دیکر چلا گیا ہے اور اب یہ حضرات مکمل تیاری کے ساتھ جواب دے رہے ہیں۔ استحضار علم کے تعلق سے یہ واقعہ بھی ذکر کرنا مناسب ہوگا، شیخ عبد القادر الفا کہانی مدیر مجلہ منار الہدیٰ لبنان نے مجھ سے معلوم کیا کہ اہل سنت میں محدث کون کون حضرات ہیں؟ میں نے چند اسماء مع عنوانات ان سے ذکر کر دیئے ان میں سے ایک نام نامی حضرت صدر صاحب اور دوسرا علامہ ازہری میاں صاحب کا بھی تھا۔ حضرت صدر صاحب کا پتہ بھی لکھوا دیا تھا، وہ اپنے شیڈیول کے مطابق دیگر علماء سے ملاقات کرتے ہوئے، بریلی شریف پہنچے تو انہوں نے صدر صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، تو صدر صاحب کے بارے میں ان کا تأثر تھا کہ واقعی وہ محدث ہیں۔ اس سفر میں علامہ ازہری میاں صاحب سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی تھی۔

صدر صاحب محدث بریلوی کے نام سے بھی جانے جاتے تھے کیوں کہ انہوں نے زندگی میں علم حدیث کا درس زیادہ دیا جبکہ دیگر علوم وفنون میں بھی ان کو ملکہ حاصل تھا جیسا کہ میں نے ابھی ابھی ذکر کیا۔ مگر انہوں نے تدریس اور بالخصوص حدیث ہی کی تدریس کو مشغلہ کیوں بنایا؟ اس تعلق سے میری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ چونکہ وہ محدث تھے اور ان کے پیش نظر احادیث نبویہ کا عظیم ذخیرہ موجود تھا تو ان کے سامنے یہ حدیث بھی رہی ہوگی جس میں سرکار ابد قرار معلم کائنات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال خصلتان لاشئی افضل منھما الایمان باللہ والنفع للمسلمین وخصلتان لاشئی اخبث منھما الشرک باللہ وضر بالمسلمین۔ دوسری حدیث میں ہے: من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفع۔ دو خصلت ایسی ہیں جن سے افضل وبہتر کوئی دوسری خصلت نہیں، ایک اللہ پر ایمان لانا دوسرے مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا اور دو خصلتیں ایسی ہیں ان سے بری کوئی خصلت نہیں ایک اللہ کا شریک ٹھہرانا دوسرے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا۔

جس کی دسترس میں اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانا ہو تو وہ ضرور اپنے بھائی کو فائدہ پہنچائے۔ ان دونوں حدیثوں کے تناظر میں صدر صاحب نے مشغلہ تدریس کو اپنایا مسلمان کو اپنے دینی بھائی کو سب سے بڑا فائدہ پہنچانا یہی ہے کہ اس کو علم نبوی سے مزین کیا جائے۔

حدیث کے درس کے سلسلہ میں وہ حدیث میرے سامنے ہے سرکار ﷺ فرماتے ہیں: خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ، تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسرے کو اس کا علم پڑھائے۔

اہل علم پر روشن ہے کہ حدیث قرآن کی تفسیر بھی ہے اور تشریح بھی، اور احکام کا مدار اولیں قرآن وحدیث ہی ہے اس لئے صدر صاحب نے درس حدیث کو بطور خاص شغل بنا لیا لیکن صدر صاحب کے حال سے یہ لگتا تھا کہ۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

احسان مت جتا کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے بلکہ اس کو احسان جان کہ اس نے تجھے خدمت کے لئے رکھ لیا۔

اجازت و خلافت

صدر صاحب کو مفتی اعظم ہند سے خلافت واجازت حاصل تھی، سرکار مفتی اعظم ہند نے عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر خاص قل شریف کے دن مشائخ اہل سنت کی موجودگی میں جب خلافت سے نوازہ اور اپنا عمامہ و جبہ مبارک پہنایا جلسہ سے نعرہائے تکبیر و رسالت کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں گھر میں پہنچے تو سب نے مبارکبادیاں پیش کیں۔ دوسرے دن نبیرۂ استاذ زمن مولانا محمد ادریس رضا خاں عرف لالہ میاں والد گرامی محترم الحاج سراج رضا خاں صاحب نے گلاب کے پھولوں کا گجرا پہنا کر مبارک باد دی اور مصافحہ و معانقہ کیا۔

صدر صاحب نعت گو شاعر تھے

صدر صاحب نے زبان وادب کی بھی خدمت کی اس کو بھی رضویت کے جام سے سیراب کیا آپ نے غزل بھی کہی ہے مگر اپنے اسلاف کی راہ چلتے ہوئے نعتیہ شاعری کو ہی پسند فرمایا کیوں کہ نعت گو شاعر کی حدیث میں فضیلت آئی ہے صدر صاحب قبلہ کی نعتیہ شاعری بھی ذروۂ کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور صدر صاحب کے اشعار امام عشق ومحبت کے اشعار سے کافی ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔ دو شعر آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

امام عشق ومحبت فرماتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

صدر صاحب فرماتے ہیں۔

وہ کعبہ ہے جہاں سر جھک رہے ہیں اہل عالم کے
مگر کعبہ بھی جس کے سامنے خم ہو گیا تم ہو

اور حضرت رضا لکھتے ہیں۔

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

صدر صاحب عرض کرتے ہیں۔

دل تحسین سے غم کی گھٹائیں چھٹ گئیں آقا
سنا ہے جب سے اس نے شافع روز جزا تم ہو

صدر صاحب مستجاب الدعوات تھے

مرے مرشد اجازت امین شریعت علامہ سبطین رضا صاحب قبلہ کی بڑی صاحبزادی کے عقد کے موقع پر زبردست طوفانی بارش تھی رکنے کا نام ہی نہ لیتی تھی تو صدر صاحب نے ایک تعویذ لکھ کر ٹانگا اور بارش ہی میں نماز پڑھی تو فوراً بارش رک گئی، آپ کے برادر اصغر حضرت مولانا حنیب رضا خاں فرماتے ہیں: کہ جب میں گھر میں آیا تو ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے۔ (غالباً یہ نماز قضائے حاجت ہوگی)

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں صدر صاحب کا مقام

صدر صاحب کی ہمشیرہ والدۂ مخدومہ مخدوم گرامی قدر مولانا محمد عسجد رضا بیان کرتی ہیں: کہ گھر میں کوٹھری تھی جو ٹھنڈی رہتی تھی منجھلے بھائی جان (صدر صاحب) اسی کوٹھری میں مطالعہ بھی کرتے اور آرام بھی فرماتے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پلنگ پر سرہانے اعلیٰ حضرت بیٹھے ہیں اور پائنتی کو منجھلے بھائی جان (صدر صاحب) بیٹھے ہیں اور علمی گفتگو ہو رہی ہے۔

غرض کہ صدر صاحب گوناگوں خوبیوں کے حامل تھے ان کے اندر دو چار وصف ہوں تو ان کا تفصیل سے ذکر کیا جائے مگر ان کے اوصاف کی ایک لمبی فہرست ہے، مجھ جیسے بے مایہ کے بس کی بات نہیں تو صیف و تحسین میں کچھ کہوں

بس حضور تاج الشریعہ کے منقبتی اشعار پر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

گل زار حسن کا گل رنگین ادا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

توصیف میں اس کی جو کہوں اس سے سوا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

نام اسکا بہت خوب ہے خود اس کی ثنا ہے
تحسین رضا واقعی تحسین رضا ہے

رحمانی ضیاؤں کی ردا میں وہ چھپا ہے
تحسین رضا سرحد تحسیں سے ورا ہے

اب عقل کی پرواز اسے چھو نہیں سکتی
تحسین رضا ایسا بلندی کا سما ہے

فردوس کے باغوں سے ادھر مل نہیں سکتا
وہ مالک جنت کی محبت میں گما ہے

سدرہ سے کوئی پوچھے ذرا اس کی بلندی
وہ رتبۂ بالا مرے تحسیں کو ملا ہے

وصال پر ملال

بروز وفات آپ نے صبح ہی سے مالک حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی تیاری شروع کردی تھی، آپ نے تمام اوراد و وظائف حسب معمولات مکمل کرلئے تھے اور صبح فجر کی نماز میں سورۂ جمعہ کی آیات تلاوت کی تھیں، پھر بابا تاج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی اور دوران سفر تقریباً بارہ بجکر پچیس منٹ پر ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳؍اگست ۲۰۰۷ء یوم جمعہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون

چشم ظاہر میں گرچہ چھپ گیا یہ آفتاب
حشر تک ہوتا رہے گا ذرہ ذرہ فیضیاب

فیض پائے گا زمانہ اب مزار پاک سے
نور پائیں گے ستارے اس مقدس خاک سے

☆......☆......☆

(......بقیہ ص ۳۲ کا) دعوت دیتا حضرت اس کی دعوت قبول فرماتے تھے کہیں پیدل چل کر جارہے ہیں، تو کہیں رکشہ پر بیٹھ کر تشریف لے جارہے ہیں۔ ایک دفع کا واقعہ ہے کہ ایک عقیدت مند نے حضور صدر العلماء کو اپنے گھر لے جانے کی دعوت کی اور آٹو رکشہ لیکر حاضر ہوا اور حضور صدر العلماء مدرسہ میں بذریعہ کار تشریف لاچکے تھے اور کار موجود تھی لیکن اس کے باوجود اسی کے آٹو رکشہ میں بیٹھ کر تشریف لے گئے اس موقع پر یہ فرمایا یہ شخص روپیہ دیکر گاڑی لایا ہے اگر میں کار میں بیٹھ جاتا ہوں تو اس کو تکلیف ہوگی یہ ہے حضور صدر العلماء کی خاطر داری اور لوگوں کا لحاظ و پاس۔

اسی طرح ایک مرتبہ کا اور واقعہ ہے کہ ایک شخص نے ٹرک خریدا اور اس کو لیکر ''جامعۃ الرضا'' میں آیا تاکہ حضور صدر العلماء اس میں بیٹھ کر ہمارے گھر چلیں اور برکت کی دعا کریں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کرسی کے سہارے ٹرک میں بیٹھ کر اس کے ساتھ گئے، اسی طرح گھر پر ہوتے تو چھوٹے چھوٹے بچے آتے اور اپنے گھر لے جاکر فاتحہ وغیرہ کراتے تھے اور حضور صدر العلماء اس کے گھر اسی بچے کے ساتھ جاتے تھے یہ ہے خدمت خلق کا جذبہ اور اسلاف کے نقشہ قدم پر چلنا زندگی کا یہ عام معمول تھا کہ صبح جلد ہی اٹھ کر ضروریات سے فارغ ہوجاتے وضو فرما کر محلّہ کی مسجد میں باجماعت نماز ادا فرماتے بعد نماز اوراد و وظائف میں مشغول ہوجاتے پھر ناشتہ فرما کر مدرسے تشریف لے جاتے وہاں پہنچ کر طالبان علوم نبویہ کو علم و ادب کا جام پلاتے اور مدرسے کی فلاح و بہبود اور ترقی ان کا اہم کارنامہ تھا بڑے بڑے الجھے ہوئے مسائل کو حل فرماتے اور صحیح رہنمائی فرماتے اس کے بعد گھر آکر کھانا تناول فرما کر کچھ دیر (بقیہ ص ۲۹ پر......)

حضور صدر العلماء عام و خاص کی نظر میں

از: مولانا محمد افضل حسین اویسی استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف

روز اول سے ہی یہ دستور چلا آرہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا محبوب بنانا چاہتا ہے تو اس کی محبت کو عام فرما کر ہر خاص و عام کے درمیان اسے مقبولیت کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم شاہد ہے۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن ودا یعنی بیشک جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے جلد ہی اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی محبت کو عام فرمادے گا۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبریل کو حکم دیتا ہے کہ اے جبریل میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی محبت کر تو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام آسمان والوں سے فرماتے ہیں کہ اے فرشتوں اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے۔ لہٰذا تم لوگ بھی اس بندے سے محبت کرو تو تمام فرشتے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبریل اس بندے کی محبت پوری روئے زمین کے لوگوں کے قلوب میں ودیعت فرمادیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور صدر العلماء کو ہر خاص و عام کے درمیان مقبولیت عطا فرمائی تھی اور یہ مقبولیت آپ کے ولی کامل اور محبوب خدا ہونے کی واضح دلیل ہے، بلا شبہ حضرت صدر العلماء مذکورہ آیت مبارکہ اور حدیث شریف کے مکمل مصداق نظر آئے تھے۔

حضرت کی ولادت باسعادت : ۱۴؍شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ ۱۹۳۰ء بمقام سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت: اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ ذہانت و فطانت اور فہم و فراست سے نوازا تھا، خاندان کے بزرگ ترین شخصیتوں کے سایہ تلے آپ کی تربیت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم تو آپ نے مقامی مکتب و مدرسہ سے حاصل کیا البتہ درس نظامی کی تعلیم کے لئے منظر اسلام میں داخل ہوئے، حضور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب اور دیگر اساتذۂ کرام کی خصوصی توجہ اور شفقت و محبت سے آپ بہرہ مند ہوتے رہے۔ کچھ دنوں تک آپ نے مظہر اسلام میں بھی تعلیم حاصل کی۔ بعد تقسیم ہند حضور محدث اعظم مولانا سردار احمد صاحب پاکستان تشریف لے گئے۔ آپ بھی والد ماجد سے اجازت حاصل فرما کر چھ مہینے کے لئے پاکستان تشریف لے گئے اور اس قلیل مدت میں آپ نے دورۂ حدیث کی تکمیل فرمائی۔ بعد فراغت آپ نے باضابطہ طور پر مسند درس وتدریس سنبھالا، پہلے مظہر اسلام بعدہ منظر اسلام بعدہ جامعہ نوریہ اور آخر کے تین سال آپ نے جامعۃ الرضا میں یہ خدمت انجام دی، درس وتدریس آپ کا اہم ترین مشغلہ تھا، تقریباً پچپن سال آپ نے اس خدمت کو انجام دیا، تدریس میں آپ کو ایسا ملکہ حاصل تھا کہ بڑی سی بڑی بات بہت آساں پیرائے میں سمجھا دیتے تھے۔

بیعت و خلافت : جب آپ کی عمر مبارک تقریباً ۱۳؍ سال کی ہوئی تو والد ماجد کے ارشاد پر عرس رضوی کے خوبصورت اور پر بہار موقع پر حضور مفتی اعظم ہند کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ یہ مرشد گرامی کا غایت درجہ کرم تھا کہ ۲۵؍صفر المظفر ۱۳۸۰ھ کو عرس رضوی کے حسین موقعہ پر اکابر علماء و مشائخ کی موجودگی میں برسر منبر آپ کو خرقۂ

خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ مارہروی، برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری، مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رضوی اور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز مرادآبادی علیہ الرحمہ جیسے اکابر علماء و مشائخ نے خرقہ پوشی فرمائی اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے دست مبارک سے اپنا عمامہ آپ کے سر پر باندھا اور سند اجازت پر بقلم خود اس عبارت کا اضافہ فرمایا "عممته بعمامتی والبسته جبتی" یعنی میں نے انہیں اپنا عمامہ عطا کیا اور اپنا جبہ پہنایا۔

علم و تقویٰ: حضور صدر العلماء کی ذات بابرکات اور شخصیت کے علم و زہد کا اندازہ مندرجہ ذیل ارشادات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جس وقت آپ مرشد برحق، رہبر شریعت، پیر طریقت حضور سیدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تو اس وقت حضور مفتی اعظم نے آپ کو تمام اوراد و وظائف اور تعویذات و عملیات کی اجازت مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا تھا: "قرة عینی ودرة زینی" یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میری تزئین و آرائش کے موتی محمد تحسین رضا خاں ہیں، یہی وجہ تھی کہ حضرت صدر العلماء عادات و اطوار، گفتار و رفتار، افعال و کردار، علم و عمل، زہد و ورع، حسن و جمال اور صورت و سیرت ہر اعتبار سے مظہر مفتیٔ اعظم ہند نظر آتے تھے۔ اس کے علاوہ حضور مفتیٔ اعظم ہند نے کئی موقعوں پر حضرت صدر العلماء کی تعریف و توصیف پر مشتمل کلمات ارشاد فرمائے۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ''صاحب (یعنی مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ) کے جتنے لڑکے ہیں سبھی خوب ہیں با صلاحیت ولیاقت ہیں مگر ان میں تحسین رضا کا جواب نہیں'' اور ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ''دو لوگ ایسے ہیں جن پر مجھے مکمل اعتماد ہے ایک تحسین رضا اور دوسرے اختر میاں'' (حضور ازہری میاں صاحب قبلہ) ایک مرتبہ حضور مفتی اعظم رکشہ پر بیٹھ کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے، ساتھ میں حضرت حبیب میاں صاحب بھی تھے، حضور مفتی اعظم نے فرمایا: تحسین رضا گل سر سبد ہیں پھر ارشاد فرمایا جانتے ہو گل سر سبد کیا ہے۔ باغباں پھولوں کی ٹوکری میں سب سے خوبصورت اور پسندیدہ پھول نمایاں طور پر اوپر رکھتا ہے اس پھول کو گل سر سبد کہتے ہیں۔ (حیات صدر العلماء) کس قدر محبت آمیز ہیں یہ جملے اور کس قدر اپنائیت جھلک رہی ہے ان جملوں سے، یہ جملے خود ہی بتا رہے ہیں کہ حضور مفتیٔ اعظم حضرت صدر العلماء سے بے پناہ شفقت و محبت فرماتے تھے، جبکہ حضور مفتیٔ اعظم صاحب تقویٰ اور صاحب علم و عمل ہی سے کامل محبت فرماتے تھے، حضرت صدر العلماء سے حضور مفتیٔ اعظم کا غایت درجہ شفقت و محبت فرمانا ان کے تقویٰ و طہارت کی واضح اور روشن دلیل ہے۔

حضرت کی سادگی: کا عالم یہ تھا کہ کسی کی دل شکنی نہ فرماتے بلکہ ہر ایک کی دلجوئی فرماتے اور جو شخص بھی جس موقعہ پر آپ کو بلاتا بلا تفریق ہر ایک کے گھر تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ جامعۃ الرضا میں راقم کے سامنے ایک شخص نئی گاڑی، ڈی، سی، ایم نکال کر لایا۔ حضرت صدر العلماء اس وقت مشغول درس تھے جب آپ فارغ ہوئے تو اس نے حضرت کی بارگاہ میں درخواست پیش کی کہ حضور برائے خیر و برکت ہماری میں بیٹھ کر تشریف لے چلیں، چونکہ گاڑی بڑی تھی آپ کو چڑھنے میں دشواری ہوتی اس لئے جامعہ کے اساتذہ کی مرضی نہ تھی اور نہ امید تھی کہ حضور صدر العلماء اس گاڑی پر سوار ہو کر تشریف لے جائیں گے، لیکن آپ نے اس کی دل شکنی نہ فرمائی اور کرسی منگوا کر اس پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک شخص نیا تھری ویلر (ٹیمپو) خرید کر جامعۃ الرضا میں حاضر خدمت ہوا، اور حضرت کی بارگاہ میں ملتجی ہوا کہ حضور ہمارے تھری ویلر کو اپنے قدوم

میمنت لزوم سے سرفراز فرمائیں، حضرت نے اس کی درخواست منظور فرما کر کچھ دور تک اس گاڑی پر سوار ہو کر تشریف لے گئے، بعدہ مدرسے کی گاڑی پر سوار ہو کر گھر کی جانب روانہ ہوئے۔ کانکرٹولہ کے لوگوں کو حضرت سے اس قدر والہانہ محبت تھی کہ آپ کے وصال کے وقت وہاں کی عورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ حضرت تو چلے گئے اب ہمارے گھر فاتحہ کرنے کون آئے گا، حضرت کی یہی وہ ادا تھی جس پر ہر چھوٹا بڑا، امیر وغریب، اپنا و بیگانہ فریفتہ نظر آتا تھا۔

وصال مبارک: ۱۸ر رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بمطابق ۳ر اگست ۲۰۰۷ء علم وعمل، زہد وتقویٰ کا وہ کوہ ہمالہ، خانوادۂ رضا کا چشم و چراغ حیات دار فانی سے حیات جاودانی کی طرف کوچ کر گیا اور اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔

درجۂ فضیلت و شہادت: اللہ تبارک تعالیٰ نے حضور صدر العلماء کو کئی وجہوں سے فضیلت اور شہادت کا درجہ عطا فرمایا۔

اولاً: تو اس مہینے میں آپ کا وصال ہوا جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مہینہ یعنی رجب المرجب کا مہینہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔

ثانیاً: جمعہ مبارکہ کو آپ کا وصال ہوا جس کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا کہ جمعہ سید الایام ہے اور اس دن انتقال فرمانے والا بغیر حساب وکتاب کے جنت میں جاتا ہے۔

ثالثاً: دین کی نشر و اشاعت اور تبلیغی دورے میں آپ کا وصال ہوا جو شہادت کا اہم درجہ ہے۔

رابعاً: ایک سانحۂ عظیم میں آپ کا وصال ہوا اور آپ کی یہ شہادت اظہر من الشمس ہے۔ حضرت کی چلتی پھرتی تصویر، مسکراتا چہرہ، حسن و جمال، زہد وتقویٰ، علم وعمل سب ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، اور کیوں نہ ہو جبکہ آپ مظہر مفتیٔ اعظم ہند تھے جب تک باحیات رہے اس وقت بھی آپ مظہر مفتی اعظم ہند رہے اور وصال کے وقت بھی جنازے کے ہجوم اور جم غفیر سے لوگوں نے آپ کا مظہر مفتیٔ اعظم ہند ہونا ملاحظہ فرمایا۔

صداقت ہو تو دل سینے سے کھنچنے لگتے ہیں واعظ
حقیقت خود کو منوا لیتی ہے مانی نہیں جاتی

☆☆☆

(...........بقیہ ص ۲۶ کا) آرام فرماتے نماز ظہر سے فارغ ہو کر اپنے مکتبہ میں تشریف لے جاتے جہاں پہلے ہی سے حاجت مند اپنی اپنی حاجتیں اور مسائل لیکر موجود رہتے حضور صدر العلماء لوگوں کی باتیں خندہ پیشانی سے سن کر ان کا حل پیش کرتے روزانہ تعویذ لینے والوں کی ایک لمبی قطار ہوتی جس میں اپنے بھی ہوتے اور غیر بھی سب کو حسب ضرورت تعویذ لکھ کر پیش فرماتے۔ اللہ کے قدسی صفات بندے مخلوق خدا کے زخم پر مرہم رکھ کر ہی سکون و مسرت پاتے ہیں۔ ان کا مقصد حیات دردمندوں کی غمگساری اور شکستہ حالوں کی چارہ سازی ہے یہی طرز عمل رضائے الٰہی کے حصول اور دائمی راحت قلب وجگر کا سرچشمہ ہے۔ حضور صدر العلماء کی شخصیت سے خیر وصلاح کے چشمے پھوٹے آپ کی پوری زندگی دوسرے انسانوں کی خیر خواہی وخدمت کے لئے وقت تھی وہ سفر میں ہوں یا حضر میں ہر حال میں خدمت خلق کے جذبات سے سرشار اور اس کے لئے مستعد رہتے تھے ان کی خدمت کسی ذاتی منفعت یا خارجی دباؤ کا نتیجہ نہ تھی انہوں نے اسے شہرت و ناموری یا دنیاوی مفاد کے حصول کا ذریعہ ہرگز نہ بنایا بلکہ اسے ایک مقدس فریضہ سمجھ کر انجام دیتے رہے۔ انہوں نے اس کے ذریعہ خدا کی رضا طلب کی اور اسی سے صلہ کی امید وابستہ رکھی۔

حضور صدر العلماء اپنے اخلاق واطوار کے آئینے میں

از: حضرت مولانا محمد بیت اللہ صاحب استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف

حسن صورت حسن سیرت حسن قول وفعل دے
مرشد برحق شہ تحسین رضا کے واسطے

حضور صدر العلماء زہد وقناعت، حلم وبردباری، تواضع وانکساری، طہارت نفس، سبقت سلام، پاکیزہ اخلاق، اتباع سنت اور حسن سیرت وجمال صورت کے جامع تھے۔ شعر وادب کا پاکیزہ ذوق رکھتے تھے اپنے اسلاف آباء واجداد کے کامل واکمل نمونہ تھے بزرگوں کا احترام چھوٹوں پر شفقت آپ کا شعار دائم تھا، زہد وتقویٰ توکل واستغنا میں امتیازی شان کے مالک اور اخلاق وکردار کے بادشاہ تھے۔ آپ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ اور اشداء علی الکفار ورحماء بینھم کی جیتی جاگتی تصویر تھے آپ شاگردوں اور مریدوں سے بھی نہایت لطف وکرم، شفقت ومحبت سے پیش آتے تھے اور ہر مرید وشاگرد یہی سمجھتا تھا کہ اسی سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

خدمت خلق

حضور صدر العلماء کے اندر ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ خدمت خلق کا جذبہ رکھتے تھے آپ ایک بہترین معاشرہ کی تشکیل کے لئے باہمی تعاون، امداد واعانت اور خیر خواہی مسلمان کے بنیادی اصول کے پابند نظر آتے تھے، ظاہر ہے کہ جب تک ایک معاشرہ اور ایک سماج کمزوروں اور ضعیفوں کی حمایت، مجبوروں کی اعانت، غمزدوں کی غمگساری، مظلوموں کی دادرسی، بیواؤں کی خبر گیری یتیموں کا خیال اور حاجت مندوں کی حاجت روائی نہ کرے گا اس وقت تک وہ سوسائٹی اور وہ سماج ترقی وخوشحالی کے مدارج طے کرنے کی صلاحیت سے محروم رہے گا۔ یہی سبب ہے کہ اسلام نے اپنے اجتماعی ومعاشرتی تصورات اور منصوبے میں ہر فرزند توحید کو باہمی امداد واعانت اور غمگساری ومودت کی مؤثر تعلیم دی ہے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کربات یوم القیامۃ (بخاری شریف جلد۲ ص ۳۳۰ کتاب المظالم) جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی مصیبت دور کرے گا خدائے تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرے گا۔

من نفّس عن مسلم کُربۃ من کرب الدنیا نفّس اللہ عنہ کربۃ من کرب یوم القیامۃ ومن یسّر علی معسر یسّر اللہ علیہ فی الدنیا والآخرۃ ومن ستر علی مسلم فی الدنیا ستر اللہ علیہ فی الدنیا والآخرۃ واللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ (ترمذی شریف، حدیث نمبر ۱۹۳۰، ابواب البر والصلۃ، ج۲ ص ۱۵)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی مسلمان کی کوئی دنیوی تکلیف اور پریشانی دور کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تکلیف اور پریشانی سے اسے نجات دے گا، اور جو کسی تنگ دست پر آسانی کرے گا (اسی طرح قرض خواہ اپنے مفلس تنگ دست مقروض کو اپنے قرض کی وصولی کے

سلسلہ میں سہولت دے گا یا کوئی اپنا حق آتا وصول کرنے میں آسانی کا برتاؤ کرے گا) تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں سہولت دے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور جو کوئی بندہ جب تک اپنے بھائی کی امداد و اعانت کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس کی مدد کرتا رہے گا خير الناس من ينفع الناس سب سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لاتباغضوا ولاتحاسدوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا۔ آپس میں بغض و حسد نہ رکھو اور دشمنی نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے سچے بندے بن کر آپس میں برادرانہ سلوک کرو (فتاویٰ رضویہ بحوالہ مسلم شریف حصہ۲ جلد۹ ص ۶۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: احب الاعمال الى الله تعالىٰ بعد الفرائض اد خال السرور فى قلب المسلم اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائے گی کے بعد مسلم کا دل خوش کرنا محبوب عمل ہے (فتاویٰ رضویہ جلد۴ ص ۳۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دل الطريقة صدقة راستہ بنانا ثواب ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ارشادك الرجل فى ارض الضلال۔ صدقہ گم گردہ راہ بیابانوں میں کسی کو راستہ بتانا ثواب کا کام ہے نیز انہیں سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تبسمك فى وجه اخيك صدقة اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۴ ص ۲۰۱)

یہ وہ مؤثر تعلیمات ہیں جن پر عمل کر کے قرون اولیٰ اور اس کے بعد کے مسلمانوں نے ایک ایسے معاشرہ کو جنم دیا اور ایسے سماج کی شروعات کی تھی جو سراپا رحمت و مؤدت ہمدردی و غمگساری کا بے مثال مظہر تھا جس کا ہر فرد دوسرے افراد کی خیر خواہی، اعانت اور ہمدردی کے لئے آمادہ رہتا تھا۔ خیر خواہی ہی کا نام دین ہے جیسا کہ حضور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: الدين النصيحة لله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم بیشک دین یہ ہے کہ اللہ عزوجل اور اس کی کتاب اور اس کے رسول سے سچا دل رکھے اور سلاطین اسلام اور جملہ مسلمانوں کی خیر خواہی کرلے۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بايعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على اقامة الصلوة وايتاء الزكوٰة والنصح لكل مسلم (مسلم شریف ج ۱ ص ۵) میں نے حضور سید عالم ﷺ سے نماز قائم کرنے زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ حضرت امام نووی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حدیث کے تحت حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں ایک روایت نقل فرمائی ہے۔

ان جريرا (رضى الله تعالىٰ عنه) امر مولاه ان يشترى له فرسافا شترىٰ فرسا بثلاث مائة درهم وجاء به و بصاحبه ينقده الثمن فقال جرير (رضى الله تعالىٰ عنه) لصاحب الفرس فرسك خير من ثلاث مائة اتبيعه باربع مائة قال ذالك اليك يا ابا عبد الله فقال فرسك خير من ذلك اتبيعه بخمس مأة ثم لم يزل يزيده مأة مأة وصاحبه برضى وجرير (رضى الله تعالىٰ عنه) يقول فرسك خير الىٰ ان بلغ ثمان مأة درهم فاشتراه بها فقيل له فى ذالك فقال انى بايعت رسول الله صلى الله

تعالیٰ علیہ وسلم علی النصح لکل مسلم۔
حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو حکم دیا ایک گھوڑا خریدنے کا تو اس نے تین سو درہم میں ایک گھوڑا خریدا اور اسے اور اس کے مالک کو لیکر آیا تا کہ وہ اسے اس کی قیمت ادا کریں تو حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑے کے مالک سے فرمایا کہ تیرا گھوڑا تین سو درہم سے زائد قیمت کا ہے کیا تم اسے چار سو میں بیچو گے کہا کہ آپ اس کو لے لیجئے اے ابو عبد اللہ! پھر انہوں نے فرمایا تمہارا گھوڑا اس سے بہتر ہے کیا تم اس کو پانچ سو میں فروخت کرو گے پھر برابر سو سو بڑھاتے رہے اور گھوڑے کا مالک راضی ہوتا رہا اور حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے رہے تیرا گھوڑا اس سے بہتر ہے یہاں تک کہ آٹھ سو درہم کو پہنچ گئے پھر اس کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضور سید عالم ﷺ سے بیعت کی ہے ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر یہی وہ اوصاف جمیلہ ہیں جن کو اپنا کر قرون اولیٰ کے مسلمان کامیاب و کامران ہوے اسی لئے انسان دوستی، مسکین نوازی، غریب پروری کی ذمہ داری خواص کے لئے بڑھ جاتی ہے اور خلق خدا کے لئے اس کے ایثار و خلوص اور مؤدت و محبت کا جذبہ امتیازی شخص کی علامت بن جاتی ہے۔ اور یہ سارے اوصاف حسنہ حضور صدر العلماء کے اندر پورے طور پر موجود تھے اور اسلاف کے نقش قدم پر گامزن تھے مسلمانوں کو بھی پوری زندگی اس کی طرف دعوت دیتے رہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید القوم فی السفر خادمھم فمن سبقھم بخدمة لم یسبقوه بعمل الشھادة (مشکوٰۃ شریف ص ۳۴۰) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قوم کا سردار سفر میں لوگوں کا خادم ہوتا ہے پس جو شخص خدمت میں ان پر سبقت لے جاتے اس پر وہ لوگ شہادت کے سوا کسی بھی عمل کے ذریعہ سبقت نہیں کر سکتے۔ سربراہ قوم و مذہب کا یہ فریضہ ہے کہ وہ لوگوں کی ضرورتوں کو سمجھے اور ان کو آسانیاں فراہم کرنے کی کوشش کرے، بے کس و مجبور درماندہ انسانوں کی امداد و تعاون کرے۔ حاجت روائی، مدد اور کارسازی صفت خداوندی ہے اس لئے خدمت خلق کو سنت الٰہیہ سے ایک خاص تعلق ہے اس لئے اس کی فضیلت ایک واضح حقیقت ہے۔ اس نقطۂ نظر سے جب ہم رہنمائے شریعت راز دار طریقت حضور صدر العلماء کو دیکھتے ہیں تو ہم پر یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ اسلاف کرام کی طرح آپ کی زندگی کے بیشتر اوقات بندگان خدا کی حاجت روائی، پریشان حال کی اعانت، مصیبت زدوں کی مشکل کشائی اور دردمندوں کی دل داری میں بسر ہوا کرتے تھے۔ ''جامعۃ الرضا'' میں ہوتے تو طلبہ اپنی اپنی ضرورتوں کو لیکر پہنچتے تو ان کی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔ اساتذہ کرام اپنی مشکلیں حل کراتے الجھے ہوئے مسائل لیکر حاضر ہوتے تو ان کے لاینحل مسائل کو اپنے ناخن تدبر سے چند لمحوں میں حل فرماتے تھے۔ مسند افتاء ہو یا بیعت وارشاد، درس و تدریس ہو یا تعویذ نویسی کا شغل ہر مرحلہ میں لوگوں کی مشکل کشائی اور اعانت کے جلوے نظر آتے تھے۔ مسند افتا پر بیٹھ کر لوگوں کے سوالات و استفسارات کے جوابات تحریر کرنا دینی مشکلات کا حل کرنا اور انہیں منشائے شریعت سے آگاہ کرنا پھر بیعت و ارشاد، تبلیغ و اشاعت دین کے لئے ملک اور بیرون ملک کے طول و عرض میں سفر کرنا لوگوں کو روحانی قدروں سے آشنا کرنا بدعات و منکرات، سیئات و مکروہات سے دور رہنے کی تعلیم دینا نیکیوں اور بھلائیوں کی ترغیب و دعوت دینا بلاشبہ حضور صدر العلماء کے یہ وہ نمایاں کارنامے ہیں جن کے ذریعہ عام مسلمانوں کی خدمت ہوتی رہی اور لوگ ان سے فیضیاب ہوتے رہے لوگ اپنی ضرورتیں لیکر آتے کوئی اپنے چلنے کی (بقیہ ص ۲۶ پر......)

زمیں کھاگئی آسماں کیسے کیسے

از: مولانا محمد محبوب رضا نوری بدر القادری دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

اٹھارہ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳ راگست ۲۰۰۷ء سید الایام جمعۂ مبارکہ کو میں نماز عصر کی تیاری میں مصروف تھا اتنے میں ہماری جماعت کے ایک مشہور و معروف نقیب حضرت مولانا نور الحسن محشر فریدی صاحب کا لکھنؤ سے فون آگیا سلام وکلام کے بعد انہوں نے یہ دلدوز و دلسوز و جانگداز خبر سنائی کہ صدر العلماء مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ کا آج ناگپور کار حادثہ میں وصال پر ملال ہوگیا مجھے یقین نہ آیا دل یقین بھی کرے تو کیسے کان سنے بھی تو کیسے فی الفور مکرمی حضرت مولانا ظہور الاسلام صاحب نوری (خطیب و امام رضا مسجد بریلی شریف) سے رابطہ کیا میرے استفسار پر انہوں نے فرمایا کہ واقعی صدر العلماء ہم سے رخصت ہوگئے دنیائے سنیت یتیم ہوگئی، اس اندوہناک خبر کو سن کر باوجود ہزار ضبط کے آنکھیں نمناک ہوگئیں ایک میری ہی کیا نہ جانے کتنوں کی آنکھیں مثل ساون بھادوں کے آنسو بہائیں ہوں گی، نہ جانے کتنے تلامذہ، مریدین، متوسلین و معتقدین کا سینہ چھلنی ہوا ہوگا نہ جانے کتنے خون کے آنسو روئے ہوں گے۔

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
ورنہ دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے واسطے

کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یہ المناک وحشت انگیز خبر سننا ہمارے مقدر میں مقدور ہے۔

کیا خبر تھی موت کا یہ حادثہ ہوجائے گا
یعنی آغوش زمیں میں آسماں سوجائے گا

اس دور قحط الرجال میں شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی، فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی، رئیس القلم والتحریر حضرت علامہ ارشد القادری ،شمس العلماء حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے قدر آور عظیم شخصیات کے وصال باکمال سے دنیائے سنیت کو جس نقصان عظیم وخسران مبین سے دوچار ہونا پڑا ہے اس کی تلافی ممکن نظر نہیں آتی کیوں کہ ظاہری اسباب وعوامل نظر نہیں آئے اگرچہ اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ ورحمت واسعہ سے کچھ بھی بعید نہیں مگر بظاہر اسباب ایسے ہی ہیں۔

جو بادہ کش ہیں پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لاساقی

ابھی حضرات اہل سنت وجماعت مذکورہ شخصیات کے غم بھولنے نہ پائے تھے کہ پھر اچانک علم وفضل کا تاجدار نورو عرفان کا روشن چراغ شوریدہ سروں کا قافلہ سالار جادۂ عشق وعرفاں کا ہادی و رہنما جامع الصفات، مجمع الکمالات والمحاسن نبیرۂ استاذ زمن حضرت صدر العلماء علامہ مفتی الشاہ محمد تحسین رضا خاں صاحب قبلہ محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات پر ملال نے جہان سنیت کو ماتم کدہ بنادیا سچ فرمایا گیا ہے موت العالم موت العالم عالم ربانی کی موت جہان کی موت ہے اور فرمایا گیا ہے عالم کی موت شیطان پر ستر عابدوں کی موت سے زیادہ محبوب ہے (شعب الایمان ج ۲ ص ۲۶۷ بحوالہ شان مصطفیٰ ص ۵۵۹)

اور ایک روایت میں ہے: موت قبیلۃ ایسر من

موت عالم، قبیلہ کی موت عالم کی موت سے آسان ہے (کنز العمال ج۱۰ ص۹۰) ان فرامین مقدسہ کے بموجب حضرت تحسین ملت کی رحلت یقیناً آفتاب علم وحکمت کا غروب ہے کیوں کہ آپ بلاشبہ آفتاب علم وفضل تھے لیکن آپ اپنے کار ہائے نمایاں کی وجہ سے زندہ و جاوید ہیں کیوں کہ آفتاب غروب ہوتا ہے فنا نہیں ہوتا حدیث شریف میں حضور جان نور سید عالم نور مجسم علیہ الصلاۃ والتسلیم فرماتے ہیں: من صار بالعلم حیا لم یمت ابدا۔ جو علم سے زندہ ہوگا وہ کبھی نہیں مرے گا (حاشیۂ ہدایہ اولین ص۲)

رہتا ہے نام علم سے زندہ ہمیشہ داغ
اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

قادر مطلق نے تحسین ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو علم و فضل عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ حسن عمل، اعلیٰ سیرت و کردار، زہد واتقاء، خوش اخلاقی، عجز و انکساری، سادگی وفروتنی، صبر وشکر، حلم و بردباری، عفوو درگذر وغیرہ جیسے صفات حسنہ سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

لیس علی اللہ بمستبعد
ان یجمع العالم فی واحد

غالباً انہیں خوبیوں کو ملاحظہ فرمانے کے بعد عارف کامل تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا نے فرمایا تھا کہ صاحب (مولانا حسنین رضا) کے جتنے بھی بیٹے ہیں سبھی خوب ہیں باصلاحیت وبالیاقت ہیں مگر ان میں تحسین رضا کا جواب نہیں (حیات صدر العلماء ص۲۹) اور ایک موقع پر ارشاد فرمایا دو لوگ ایسے ہیں جن پر مجھے مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے ایک تحسین رضا اور دوسرے اختر میاں (مرجع سابق ص۳۶) علاوہ ازیں اوراد ووظائف اور تعویذات وعملیات کے اجازت نامہ میں حضور مفتی اعظم کا یہ جملہ قرۃ عینی و درۃ زینی محمد تحسین رضا خاں) میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میری تزئین وآرائش کے موتی محمد تحسین رضا خاں) ہزاروں تعریفی وتوصیفی کلمات پر بھاری ہے اور ایک موقع پر فرمایا: ''تحسین رضا گل سر سبد ہیں'' (مرجع سابق ص۳۶) سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان نے بلاوجہ صدر العلماء کی تعریف نہیں کی بلکہ آپ نے نگاہ باطن سے ان کے خفیہ جوہر ملاحظہ فرمانے کے بعد یہ شاندار توصیفی کلمات ارشاد فرمائے ہیں مشہور ہے: انما یعرف الفضل لذوی الفضل صاحب فضل کی معرفت اہل فضل ہی کو ہوتی ہے عالم را عالم فی شناسد وولی را ولی می شناسد ورنہ حضور مفتی اعظم کی ذات ستودہ صفات سے یہ بعید بات ہے کہ آپ ایسی تعریف فرماتے۔ کیوں کہ آج بھی آپ کے در کے حاضر باش وخوشہ چین گواہ ہیں کہ آپ نے کبھی بھی نااہل کی تعریف نہیں فرمائی اور کرتے بھی کیسے جس کی نہی صریح بنص شرعی ثابت ہے جبکہ آپ کی پوری زندگی اوامر کی بجا آوری اور منہیات شرعیہ سے کلی اجتناب و اتباع شریعت سے عبارت ہے۔

یہ حال آپ کے مظہر اتم، حضرت صدر العلماء رحمۃ اللہ علیہ کا ہے آپ کی تقریباً اسی سالہ زندگی رشد وہدایت، دعوت وتبلیغ، تعلیم وتعلم، درس و تدریس، اخلاص ومحبت، افادہ و استفادہ، میں گزر گئی حتی کہ دین متین کی نشر واشاعت میں وطن مالوف سے ہزاروں میل دور شہر ناگپور وچندر پور کے بیچ اپنی جان عزیز بھی صرف کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی یہی وہ نمایاں خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے زمانہ آپ کا والہ وشیدا نظر آتا ہے جس کا بین ثبوت نماز جنازہ کے لئے لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا لاکھوں کا مجمع عام ہے، ہجوم مرداں، قیامت خیز چلچلاتی دھوپ میں اپنے مقتدیٰ کی آخری رسوم (جنازہ، ودفن) ادا کرنے کے لئے منتظر ہیں بعضے تو اس بلاخیز دھوپ میں غش کھا کھا کر گر رہے ہیں، طبیعت سایہ کا متلاشی ہے (بقیہ ص۳۸ پر......)

صدر صاحب میرے مشاہدے میں

از: افروز رضا قادری خواجہ قطب بریلی شریف

کانکر ٹولہ کی چھوٹی مسجد کی آباد کاری اور صدر صاحب

۱۹۴۷ء کا دور بڑا ہی پر آشوب تھا مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی تھی، مسلمانوں کے محلّہ ویران ہو چکے تھے بہت سے مدارس اور مساجد بھی ویران ہو چکی تھیں، آج بھی پنجاب، ہریانہ، دہلی وغیرہ میں غیر آباد مسجدیں نظر آئیں گی پنجاب میں تو آج بھی ۹۰ رفیصد مساجد غیر آباد ہیں اسی ۱۹۴۷ء کی پر آشوبی کا اثر پرانا شہر بریلی کی چھوٹی مسجد پر بھی پڑا (اب نورانی مسجد) یہ مسجد ویران ہوگئی۔

محلّہ کے ایک صاحب صدر صاحب قبلہ کے پاس آکر کہنے لگے چھوٹی مسجد میں نہ اذان ہوتی ہے اور نہ نماز وہ ویران ہو چکی ہے بس کیا تھا صدر صاحب کا دل تڑپ اٹھا اسی دن سے صدر صاحب قبلہ نے مسجد کو آباد کرنے کا بیڑا اٹھالیا، قرآن کریم میں ہے: "انما یعمر مساجد اللّٰہ من آمن باللّٰہ والیوم الآخر واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوۃ ولم یخش الا اللّٰہ فعسی اولئک ان یکون من المھتدین ۱۸، سورہ نور"

اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ مسجدوں کے آباد کرنے کے مستحق مومنین ہیں مسجدوں کے آباد کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں جھاڑو دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا اور مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی چیزوں سے محفوظ رکھنا جن کے لئے وہ نہیں بنائی گئیں مسجد عبادت کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں اور علم کا درس بھی ذکر میں داخل ہے۔

صدر صاحب قبلہ نے مسجد کی صفائی ستھرائی کا انتظام کیا اور مسجد کو آباد کر دیا آپ اسی دن سے اس مسجد میں نماز پڑھنے لگے بلکہ امامت کی ذمہ داری بھی آپ نے سنبھال لی تقریباً ۴۰ رسال صدر صاحب نے اس مسجد میں لوجہ اللہ نماز پڑھائی اس کے بعد آپ نے ایک نائب مقرر فرمایا دیا جو آپ کی عدم موجودگی میں نماز پنجگانہ کی امامت کے فرائض انجام دیتا۔

خدمت خلق

خدمت خلق کے جذبہ سے صدر صاحب سرشار تھے خدمت خلق کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں بلکہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے نفع مسلمین کے لئے جو کام بھی کریں وہ خدمت خلق ہے تعویذ جھاڑ پھونک کو آج کے دور میں لوگوں نے کمائی کا دھندا بنا لیا ہے، بلکہ اس مقدس خدمت کو بدنام کر دیا ہے مگر صدر صاحب قبلہ نے اس مقدس خدمت کے تقدس کو برقرار رکھا کبھی کسی سے انہوں نے تعویذ پر اجرت نہ لی اگر چہ اجرت لینا جائز ہے۔ آپ کے برادر اصغر حضرت حبیب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ بھائی صاحب نے ۳۰/۳۵ رسال لوگوں کو تعویذ لکھ لکھ کر دیتے رہے مگر کسی سے کوئی روپیہ پیسہ نہ لیا۔

درس قرآن وحدیث اور وعظ و خطابت

دور حاضر میں وعظ و خطابت کو لوگوں نے پیسہ کمانے کا پیشہ بنا لیا ہے، دور حاضر کے پیشہ ور خطباء

نذرانے طے کرتے ہیں اور طے کرنے کا انداز بھی کتنا بھونڈا ہے یہ طے کرنے والے اور جلسہ کرانے والے جانتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ سبزی منڈی میں کھڑے ہو کر سبزیوں کا مول بھاؤ ہو رہا ہے پھر نذرانہ دیتے لیتے وقت چہروں کی بناوٹ بھی دینی ہوتی ہے۔

خطابت کا حال یہ ہے کہ خطبہ مسنونہ میں آیت تو پڑھی مگر اس کے تعلق سے کچھ نہیں، پوری تقریر ہو جائے نہ آیت نہ حدیث نہ مسئلہ فقہیہ الا ماشاء اللہ بس بادلوں کی سی گرج شیر کی دھاڑ اچھل کود گلے بازی داد و تحسین کی بیجا طلب یہ کیسی خطابت ہے تقریر و وعظ تو اس لئے کرایا گیا کہ عوام الناس میں دینی جذبہ بیدار ہو مسائل کا علم ہو سدھار آئے حد تو یہ ہے کہ خطیب صاحب کی خطابت سے محلّہ کا ایک آدمی نہ سدھرا گھر کے کسی فرد کو مسئلہ معلوم نہ ہوا کیا لطیفہ گوئی سیاسی بازی گری، لفاظی میر و غالب و اقبال کے اشعار سنانے کا نام خطابت ہے؟ پورا شاہنامہ اسلام پڑھ جانے کا نام خطابت ہے؟ پوری پوری رات جاگ کر گذارنے کا نام خطابت ہے؟ خود بھی جاگو دوسروں کو بھی جگاؤ اور فجر کے وقت آرام سے سو جاؤ دن بھر سستی ہی سستی کسی کام کے نہیں یہی خطابت ہے؟ نہیں ہرگز نہیں یہ خطابت نہیں خطابت تو وہ ہے جس میں عام فہم زبان استعمال کی جائے جس کو آپ کے سامعین سمجھ سکیں قرآنی آیات ہوں ان کے ترجمہ و تفسیر ہوں، حدیث بیان کی جائے مسائل بیان کئے جائیں بزرگان دین کے واقعات بیان کئے جائیں، وقت کا مکمل خیال ہو رات رات بھر کے اجلاس نہ ہوں۔

اب مجھے کہہ لینے دیجئے صدر صاحب بہترین واعظ و خطیب تھے، انہوں نے ہی صحیح معنوں میں خطابت کی، وعظ انہوں نے ہی کہا، درس قرآن و حدیث کے نام سے صدر صاحب قبلہ ہر جمعہ کو وعظ و خطابت فرماتے تھے، قرآن کی آیت کی تفسیر، احایث نبویہ کی تشریح، مسائل فقہیہ کا ذخیرہ، قوم کو عطا کرتے تھے، اس دوران ہزاروں نکات بیان فرمائے ہوں گے کاش وہ قید تحریر میں ہو جاتے یا ٹیپ کر لئے جاتے۔ ۲۵/سال تک بلا معاوضہ و نذرانہ طے کئے بغیر لوجہ اللہ صدر صاحب نے وعظ و نصیحت اور خطابت سے لوگوں کو نوازا۔

☆......☆......☆

(......بقیہ ص ۴۱ کا) جو کہ تقریباً ایک بجے دوپہر میں واپس آتے تھے، نماز ظہر سے عصر تک آرام کرتے تھے اور بعد عصر تعویذ کے لئے لوگ آتے تھے جن میں کم و بیش پچاس ساٹھ لوگ مسلم و غیر مسلم آتے اور مغرب تک یہ سلسلہ جاری رہتا، بعد مغرب عموماً دعوت میں جاتے اور عشا کے بعد بھی عموماً دعوت یا کسی چھوٹے و بڑے پروگرام میں جاتے تھے۔

اکثر و بیشتر لوگ آتے اور دیر تک تشریف رکھتے اس کے علاوہ دن و رات کے کسی بھی وقت چندر پور کے اطراف اور کبھی کبھی بلکہ اکثر و بیشتر دو سو یا چار سو کلو میٹر سے لوگ آتے تو ان کے لئے یہ دروازہ ہر وقت کھلا رہتا، حضرت کی یہی وہ خدمات تھیں جسے دیکھ کر اپنے تو اپنے اغیار بھی حضرت کے گرویدہ ہو کر مسلک اہل سنت سے جڑنے لگے تھے۔

افسوس کہ یہ ناشر مسلک اعلیٰ حضرت برادر اکبر حضرت مولانا ظہیر احمد علیہ الرحمہ ناگپور اور چندر پور کے درمیان ''وردا'' میں ایک گاڑی حادثہ میں ۱۸/رجب المرجب بروز جمعہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون

☆☆☆☆☆

مظہر مفتی اعظم کا زہد و تقویٰ

از: مولانا محمد عابد خاں نوری ۶۲۸/ایف بلاک چاند باغ دہلی ۹۴

حضور صدر العلماء مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد تحسین رضا خاں قادری نور اللہ مرقدہٗ کی ذات بابرکات اوران کا علم وعمل، زہدوتقویٰ کا اندازہ مندرجہ ذیل ارشادات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ مرشد برحق، رہبر شریعت پیر طریقت سرکار حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور جس وقت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے تمام وظائف وتعویذات اور عملیات کی اجازت دی اس وقت اکابر علمائے کرام فقہائے عظام تشریف فرماتھے، ان کی موجودگی میں ارشاد فرمایا تھا: ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میری تزئین وآرائش کے موتی تحسین رضا خان ہیں'' یہی وجہ تھی کہ حضرت صدر العلماء عادات واطوار گفتار وکردار، علم وعمل، زہدوتقویٰ، حسن وجمال، صورت وسیرت ہر اعتبار سے مظہر مفتی اعظم تھے، کہ آپ پر آپ کے مرشد برحق ولی کامل مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی خاص نظر تھی، جب بھی حضور مفتی اعظم ہند کے دیکھنے والوں کی نظر آپ پر پڑتی یا آپ کے وعظ ونصیحت کی محفل میں شرکت کا انہیں موقع ملتا تو شرکاء مجلس میں سے ہر کوئی بے ساختہ بول پڑتا کہ ہم مفتی اعظم کو دیکھ رہے ہیں، اور کیوں نہ ہو کہ مفتی اعظم ہند کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے حضور صدر العلماء محفل وعظ ونصیحت کی زینت وآرائش کے گوہر نایاب تھے۔

ایک مرتبہ سرکار حضور مفتی اعظم ہند نے حضرت صدر العلماء کی تعریف وتوصیف پر مشتمل کلمات ارشاد فرمائے کہ'' دولوگ ایسے ہیں جن پر مجھے مکمل اعتماد ہے ایک تحسین رضا اور دوسرے اختر میاں'' سرکار حضور مفتی اعظم ہند کا فیضان ہے کہ ایک مظہر مفتی اعظم صدر العلماء بن کے چمکے اور دوسرے قاضی القضاۃ تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم بن کر چمکے، جن کو دنیائے سنیت اپنا امام وپیشوا تسلیم کرتی ہے۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ''صاحب'' یعنی مولانا حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے جتنے لڑکے ہیں سبھی باصلاحیت اور خوب ہیں، مگر ان میں تحسین رضا کا جواب نہیں۔ حضرت کی سادگی کا عالم یہ تھا کہ کسی کی دل شکنی نہ فرماتے بلکہ ہر ایک کی دل جوئی فرماتے اور جو آپ کو بلاتا چاہے قرآن خوانی کا پروگرام ہو یا نعت خوانی کی محفل ہو یا کسی کے گھر فاتحہ کا پروگرام ہو غریب ہو یا امیر ہو یا عام لوگوں کی نماز جنازہ ہو یا خاص کی ہر کسی کی دعوت قبول فرماتے اور بلاجھجک ان کے گھر ان کاموں کے لئے تشریف لے جاتے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور صدر العلماء کو کئی وجہوں سے فضیلت وشہادت کا درجہ عطا فرمایا۔ (۱) اس مہینے میں آپ کا وصال ہوا جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مہینہ یعنی رجب المرجب کا مہینہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ (۲) اور دوسرا یہ کہ مبارک دن جمعہ کے دن آپ کا وصال ہوا۔ کہ جس کے بارے میں حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو کوئی جمعہ کو مرے اس سے قبر میں سوال نہیں ہوتا اور عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ اوراس میں عام وخاص کسی کے لئے تخصیص نہیں، صدر العلماء ایسے خواص میں ہیں کہ جو

حبیب اللہ ہوتے ہیں، اور اللہ نے حضرت کو اسی دن شہادت عطا فرمائی۔(۳) دین کی نشر و اشاعت اور تبلیغی دورہ میں آپ کا وصال ہوا جو شہادت کا اہم درجہ ہے۔ حضرت کی چلتی پھرتی تصویر مسکراتا چہرہ حسن و جمال زہد و تقویٰ علم و عمل سب ہماری نگاہوں میں ہے، اور کیوں نہ ہو جب کہ آپ مظہر سنی اعظم ہیں، جب تک آپ باحیات رہے اس وقت بھی مظہر مفتی اعظم رہے، اور دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی آپ مظہر مفتی اعظم ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بناتا ہے تو جبرئیل سے فرماتا ہے کہ فلاں میرا محبوب ہے، میں اس سے محبت کرتا ہوں تم بھی محبت کرو، اور ساری مخلوق میں اعلان کردو کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ساری مخلوقات میں اعلان فرما دیتے ہیں تو ہر کوئی ان سے محبت کرنے لگتا ہے حتیٰ کہ چرند پرند اپنے گھونسلوں میں اور مچھلیاں سمندروں میں حتیٰ کہ جو مخلوق جہاں ہوتی ہے وہیں ان سے محبت کرنے لگتی ہے۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مومنین صالحین و اولیاء کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔

وہ ہمیں روتا چھوڑ گئے

صدر العلماء مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ یقیناً ایک متبحر عالم دین اور علم وعرفان کے جامع تھے، آپ کو دیکھنے کے بعد حضور مفتی اعظم ہند کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ تلوؤں کے نیچے سے زمین اس وقت کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی جب بریلی شریف کی دھرتی پر خاندان اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان میں یہ خبر پہنچی کہ آپ بتاریخ ۱۸؍رجب شریف ۱۴۲۸ھ /۳؍اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ ناگپور ایک حادثہ میں وفات فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، آپ کے وصال پر اعلیٰ حضرت کے خاندان کا ہر فرد روتا ہوا نظر آرہا ہے، غم و اندوہ کا عالم برپا ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ تھے، زندگی بھر درس و تدریس میں مصروف رہا کرتے تھے، میں چشم دید گواہ ہوں کہ جب میں جامعہ نوریہ رضویہ میں پڑھنے کے لئے جایا کرتا تھا تو آپ بلاناغہ ہر روز چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے برسات کا درس حدیث دینے کے لئے اور تشنگان علوم نبویہ کی پیاس بجھانے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے، آپ کے وصال پر ہر در و دیوار غمگین ہے ہر کوچہ و بازار مغموم ہے کیوں کہ آپ ہمیں روتا چھوڑ گئے۔ آپ کی جگہ جو خالی ہو چکی وہ مستقبل قریب میں نہیں بھر سکتی، بس بارگاہ الٰہی میں دعاء ہے کہ

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆............☆............☆

(......بقیہ ص ۳۴ کا) عقیدت قیام کا متقاضی ہے طبیعت وعقیدت کی اس نفسیاتی جنگ میں مؤخر الذکر کو بالادستی حاصل ہوتی ہے بالآخر اپنے عظیم قائد وعظیم محسن و مربی کی نماز جنازہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ المفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی کی اقتداء میں ادا کی جاتی ہے بعدہٗ پرانا شہر محلّہ کانکرٹولہ میں حضرت کی تدفین عمل میں آتی ہے اس طرح فضل وکمال جودونوال کا خورشید ہمیشہ کے لئے اپنی آخری آرام گاہ میں آسودۂ رحمت ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم ان کے مزار مقدسہ پر رحمت کی بارش برسائے اور درجات بلند فرمائے آمین ثم آمین یارب العلمین

ابر رحمت ان کے مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

مولانا ظہیر احمد خاں

کا ایک اجمالی تعارف

از: معین احمد خاں (ایم اے (انگلش اردو) نیٹ ریسرچ اسکالر (تقابلی ادب) روہیلکھنڈ یونیورسٹی
برادر اصغر مولانا ظہیر احمد خاں علیہ الرحمہ، خادم شعبہ عصریات جامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف

حضرت مولانا حافظ ظہیر احمد خاں علیہ الرحمہ کی ولادت ۱۹۶۵ء میں شہر بریلی کے ایک چھوٹے سے گاؤں ترساپٹی (شاہی) ضلع بریلی میں ہوئی تھی، ان کے والد محترم خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا رئیس احمد خاں علیہ الرحمہ عالم باعمل اور پرہیز گار انسان تھے۔ ان کو حضور حجۃ الاسلام سرکار حامد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرف بیعت حاصل تھا، انہوں نے عرصہ دراز تک مسجد بی جی بہاری پور میں بحیثیت خطیب و دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں تدریسی فرائض انجام دیئے عالم باعمل صوفی باصفا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف جیسے لوگ آپ کے شاگردوں کی فہرست میں شامل ہیں۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انکا خاندانی پس منظر قدرے بیان کردیا جائے، علامہ مولانا رئیس احمد خاں صاحب کے آباء واجداد کا تعلق افغانستان کے شہر کابل سے تھا مغلیہ دور حکومت میں اس خاندان کے بزرگ مورث اعلیٰ عالیجناب محمد نور خاں ڈھلیٹ شہر کابل سے ہندوستان تشریف لائے اور کشمیر میں آکر آباد ہوئے، یہاں وہ فوج کے ایک دستہ کے حاکم تھے۔

نوجوانی کے عالم ہی میں تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ شہزادیوں کے نگراں دستہ کے حاکم تھے، ان کے تعلق سے ایک واقعہ خاندان کے بزرگوں و دیگر اہل علاقہ سے منقول ہے کہ ایک بار کسی شہزادی کا ہاتھ پردے سے باہر آگیا، جس پر عالیجناب نور خاں صاحب نے اپنی چھڑی غصہ سے ہاتھ پر ماری جس کی شکایت بادشاہ یا کسی حاکم سے کی گئی جس کے عوض میں بجائے غضبناک ہونے کے زمینداری کے (۲۲) بائیس گاؤں عطا کئے۔

جس میں قصبہ بہیڑی (بریلی) سے ملحق گاؤں ڈنڈیا و نرائن نگلہ سے لیکر قصبہ دیورنیہ کے گاؤں بھیکم پور، کمال پر، ترساپٹی اور دیگر گاؤں شامل ہیں، آخر میں خاندان کے مورثین ترساپٹی و بھیکم پور میں آکر آباد ہوگئے۔

نور خاں صاحب کے کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی، ان کے بھائی مکرب خاں صاحب کے صاحبزادے اشرف خاں صاحب سے ان کی بیٹی کی شادی ہوئی تھی، ان کے بیٹے عالیجناب الہٰ یار خاں یا علی یار خاں کے بیٹے عالیجناب مولانا مولوی کرامت خاں صاحب تھے اور ان کے بیٹے عالیجناب مولانا شرافت علی خاں صاحب تھے جو کہ فارغ التحصیل عالم تھے اور سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تھے اعلیٰ حضرت کی شان میں ان کی ایک دو منقبتیں بھی ہیں اس کے علاوہ ان کے ہاتھ کا قرآن کریم جو

فن خطاطی کا نمونہ ہے وہ بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ ان کے بیٹے احمد نبیہ خاں احقر بریلوی ایک متقی و پرہیز گار صوفی انسان تھے فارغ شدہ عالم تو نہ تھے لیکن عربی و فارسی زبان کے ماہر تھے، حضور قبلہ بشیر میاں علیہ الرحمہ کے مرید تھے اور آخر عمر میں تارک الدنیا سے ہو کر رہ گئے تھے، انہیں احقر بریلوی کے بیٹے حضرت علامہ مولانا رئیس احمد خاں علیہ الرحمہ تھے، جو کہ فنا فی المرشد کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے، سیدنا سرکار حجۃ الاسلام کے ذکر پر اوران کے واقعات وحسن کے بیان کرنے پر بے ساختہ آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے، اپنے مرشد کے وصال کے بعد زندگی بھر سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا مرشد و مربی خیال فرمایا، اور زندگی کی آخری سانسیں بھی ان کی یادو خیال میں بسر فرمائیں۔

سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال یعنی ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کے ٹھیک ایک ماہ بعد یعنی ۱۴ر صفر المظفر ۱۴۰۲ھ کو پلیا کلاں ضلع کھیری لکھیم پور کے مدرسہ جس کے بانی و ناظم اعلیٰ عاشق اعلیٰ حضرت عالیجناب ڈاکٹر آفتاب احمد خاں رئیس اعظم پلیا کلاں اور حضرت اس مدرسہ کے صدرالمدرسین کے عہدے پر فائز تھے، میں ایک عظیم الشان عرس چہلم کر رہے تھے، اسی موقعہ پر دوران جلسہ حضرت کو دل کا دورہ پڑا، بالآخر صبح نماز فجر سے پیشتر لگا تار تین دورے قلب کے پڑے اور صبح ۱۵ر صفر المظفر ۱۴۰۲ھ کو عین ساڑھے چار بجے صبح مالک حقیقی سے جا ملے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

مولانا رئیس احمد خاں علیہ الرحمہ کے چھ اولادیں تھیں جن میں چار لڑکیاں اور دو لڑکے تھے، بڑے بیٹے یعنی حضرت مولانا ظہیر احمد خاں صاحب اپنے والد ہی سے درس نظامی کی تعلیم حاصل کر رہے تھے اور غالباً جماعت ثالثہ میں تھے اس سے قبل ۱۹۷۵ء میں دارالعلوم منظر اسلام سے حفظ کی دستار ہو چکی تھی، والد موصوف کے وصال کے بعد مولانا ظہیر صاحب نے جماعت رابعہ کی تعلیم حضور صدر العلماء علیہ الرحمہ کے زیر سایہ کرم نو قائم شدہ جامعہ نوریہ رضویہ میں حاصل کی (۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۵) رابعہ، خامسہ، سادسہ، سابعہ کی لگا تار چار سال کی تعلیم جامعہ نوریہ رضویہ میں حاصل کی اس کے بعد جماعت ثامنہ دورہ حدیث کی تعلیم کے لئے مدرسہ منظر اسلام میں داخلہ لیا اور ۱۹۸۶ء میں فضیلت کی دستار بندی ہوئی فراغت کے بعد ۱۹۸۶ء سے مولانا ظہیر قصبہ کچھا ضلع نینی تال کے مدرسہ رضویہ اشاعت العلوم میں تدریس و ایک اہم مسجد بازار والی (مزار والی) مسجد میں خطیب رہے، لگا تار دس سال کچھا میں دین وسنیت کی ترویج واشاعت کے بعد ۱۹۹۶ء میں گھر گئے، ۱۹۹۶ء میں حضرت کی شادی نواسی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ یعنی نبیرۂ استاذ زمن حضرت سراج رضا خاں صاحب کی چھوٹی بہن کے ساتھ ہوئی۔

غالباً ۱۹۹۶ء کے اواخر میں یا پھر ۱۹۹۷ء کے شروع میں حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ امام الفقہاء حضور ازہری میاں مدظلہ العالی کے حکم پر صوبہ مہاراشٹر کے شہر چندر پور تشریف لے گئے اور جامع مسجد چندر پور میں خطیب و امام رہے، محض ۲۰ر ماہ یعنی پورے دو سال کے عرصے میں ہی شہر چندر پور میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج کے عظیم کار نامے انجام دیئے۔

ہزاروں گمراہ و بد عقیدہ لوگ حضرت کے دامن سے وابستہ ہو گئے، پھر حضور تاج الشریعہ نے مولانا ظہیر کو مسقط و عمان و دُبئی بھیجا، سرزمین دُبئی میں حضرت نے تقریباً ۸ر ماہ رہ کر مسلک کی وہ خدمات انجام دیں کہ لوگ حیران و ششدر رہ گئے، حضرت کی مسجد دبئی میں مسلک اعلیٰ حضرت کی عظیم مسجد بن گئی، بعد رمضان حضرت نے اپنی مسجد میں دبئی جیسے شہر میں سرکار مفتی اعظم ہند کے اس فتوے کے مطابق کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز درست نہیں ہے جماعت شروع

کروائی، اور پھر ابوظہبی کی ایک مسجد میں بھی بغیر مائک کے جماعت شروع ہوئی جس کا افتتاح مولانا ظہیر نے ہی کیا، اس کے علاوہ دبئی میں رہ کر حضرت نے شارجہ راس الخیمہ اجمان وغیرہ ممالک کا دورہ کیا۔

شہر چندر پور کے اطراف کے لوگ حضرت سے بے پناہ محبت کرتے تھے ان کی اسی محبت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور والدہ ماجدہ کے اصرار پر مولانا ظہیر ہندوستان واپس آ گئے اور بعدہ اپریل ۲۰۰۲ء سے شہر چندر پور کی مسجد غریب نواز میں امام وخطیب و دار العلوم غوثیہ رضویہ میں شعبہ درس نظامی میں تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔

جو کہ تادم آخر یعنی ۳؍اگست ۲۰۰۷ء تک جاری رہا۔

حضرت کے اساتذہ کی فہرست میں سرفہرست والد محترم علامہ رئیس احمد خاں علیہ الرحمہ وصدر العلماء مظہر مفتی اعظم ہند علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ حضرت علامہ سید عارف صاحب قبلہ حضرت مولانا نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ حضرت مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ حضرت علامہ مولانا محمد ایوب صاحب قبلہ وغیرہ شامل ہیں۔

مولانا ظہیر صاحب کو شرف بیعت ہم شبیہ غوث اعظم وارث علوم امام اعظم سیدی و مرشدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے حاصل تھا بیعت ہونے کی تاریخ شجرہ میں جو درج ہے وہ ۱۷؍فروری ۱۹۷۷ء ہے، مولانا ظہیر کو خلافت و جملہ سلاسل کی اجازت حضور تاج الشریعہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند علامہ حضور ازہری میاں مدظلہ العالی سے حاصل تھا، نیز سال گذشتہ یا غالباً دو سال قبل مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے بھی خلافت سے نوازا تھا۔

حضرت کے چندر پور کے معمولات یہ تھے کہ بعد نماز فجر عموماً مطالعہ کرتے تھے بعدہٗ ساڑھے سات و آٹھ بجے مدرسے تشریف لے جاتے تھے (بقیہ ص ۳۶ پر......)

(......بقیہ ص ۴۴ کا) رویت نہ ہو تو اگلے دن ۳۰؍ شعبان ہی سمجھی جائے جب تک کہ ثبوت شرعی سے رویت ہلال ثابت نہ ہو تمام لوگ ضحوۂ کبریٰ تک کہ بریلی میں ۱۱ ربج کر ۴۱ منٹ پر ہے۔ بے نیت روزہ مثل روزہ دار رہیں، اگر ضحوۂ کبریٰ سے پہلے شرعاً رویت ثابت ہو جائے تو رمضان کے روزہ کی نیت کر لیں ورنہ کھا پی لیں اور اس کے بعد رویت ثابت ہوا گرچہ بعد رمضان تو بعدِ رمضان ایک روزہ رکھیں، خواص اس دن خالی نفل کی نیت سے روزہ رکھیں، یہ وہم بھی نہ لائیں کہ اگر آج رمضان ہے تو ہمارا یہ روزہ فرض ہے۔نرے نفل کا قصد ہو، اگر ثبوت صحیح شرعی سے اس کا روزہ ثابت ہو جائے تو یہ روزہ خود ہی رمضان میں محسوس ہوگا۔

ترکیب نماز عید الفطر

پہلے یوں نیت کرے: نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر واجب کی چھ زائد تکبیروں کے ساتھ اس امام کے پیچھے کعبہ شریف کی طرف مونھ کر کے واسطے اللہ تعالیٰ کے پھر کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر پڑھ کر ہاتھ باندھ لیں۔ پھر ثناء پڑھیں، پھر دو مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں، پھر تیسری بار ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہہ کر باندھ لیں اور بطریق معہود ایک رکعت پڑھے۔ دوسری رکعت میں بعد قرأت قبل رکوع تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دیں اور چوتھی مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جائے بغیر تکبیر کہہ کر رکوع کریں اور حسب دستور نماز پوری کریں۔نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے مقتدی سنیں اور خاموش رہیں خواہ خطیب کی آواز پہنچے یا نہ پہنچے۔ بعد خطبہ دعاء مانگیں، سلام، مصافحہ و معانقہ کریں بد مذہب اور امرد محل فتنہ سے بچیں۔

(ماخوذ از: مسائل وفضائل ماہ رمضان وروزہ۔از: مفتی اعظم نور اللہ مرقدہٗ)

☆......☆......☆

مسائل ضروریہ رمضان المبارک اور روزے کی فضیلت

ادارہ

یہ ماہ مبارک بڑی برکت اور بہت فضیلت والا ہے مبارک وہ جو اس کی خیر و برکت حاصل کرے اور محروم اور پورا محروم وہ ہے جو اس سے محروم رہے اللہ و رسول کا بہت محبوب ماہ ہے اس کے بیان فضیلت کو یہ بس ہے کہ اس میں سرچشمۂ فضائل و برکات قرآن نازل ہوا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: "شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن" ماہ رمضان وہ جس میں اتارا گیا قرآن (سورۃ البقر، ع ۷، آیت ۱۸۴) احادیث اس کے فضائل سے گونج رہی ہیں، اس میں آسمان جنت و رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اس ماہ میں مسلمان کی موت شہادت ہے اس ماہ میں مستحب کام کا ثواب اور ماہ کے فرض جیسا اور فرض ایسا جیسے اور دنوں کے ستر فرض، اس میں ایک رات ایسی ہے جو بفرمان قرآن ہزار مہینوں سے بہتر ہے، روزہ گناہوں کا کفارہ ہے، روزہ کا ثواب بے حساب ہے، روزہ دار کی دعاء بوقت افطار رد نہیں ہوتی اور روزہ دار کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، جنت کا ایک دروازہ ریان روزہ داروں ہی کے لئے ہے۔ بے عذر رمضان میں علی الاعلان کھانے پینے والے کے لئے حاکم اسلام کو قتل کا حکم ہے۔ آہ آج کتنے بے غیرت لوگ برسر بازار رمضان کی حرمت کو پامال کرتے ہیں۔

چاند کی رویت

شعبان سے ذی الحجہ تک ان پانچ ماہ کے چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے، چاند دیکھ کر یہ دعاء پڑھیں: اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْخَیْرِ وَالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ ۲۹ر شعبان کو چاند دیکھیں، نظر آئے تو روزہ رکھیں ورنہ ۳۰ر دن پورے کریں یوں ہی ۲۹ر رمضان کو ورنہ ۳۰ر دن پورے کر کے عید کریں مطلع صاف نہ ہو تو جنہیں چاند نظر آئے ان پر ادائے شہادت کہ میں نے اس ماہ کا چاند دیکھا لازم، جہاں ایسا کوئی نہ ہو وہ جس کے حضور شہادت دیں تو وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے شہادت دیں پھر مسلمان اس شہادت کو مانکر عمل کریں۔ عورت اگرچہ پردہ نشین ہو شہادت کو حاکم اسلام کے یہاں حاضر ہو۔ خط، تار، اشتہار، اخبار، ٹیلیفون، ریڈیو، سب بیکار، افواہ بازار یا دو چار کا کہیں سے آ کر کہہ دینا کہ فلاں جگہ چاند ہوا ہے سب نا قابل اعتبار، رویت درکار ورنہ شہادت شرعیہ پر مدار، مسلمان احکام شرعیہ پر چلیں اور اپنے قیاسات کو دخل نہ دیں۔ جب قوانین شرعیہ پر رمضان کا چاند ہونا ثابت ہو تو روزہ رکھیں جب شوال ہونا ثابت ہو عید کریں۔

روزہ کی حقیقت

دل، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان سب کا روزہ ہے نہ کہ منھ بند رہے اور اعضاء گناہوں میں مشغول، امساک نفس از عصیان (نفس کو گناہوں سے روکنا) یہ روزہ تو ہر روز ہر آن کا ہے۔ رمضان میں اس کے ساتھ دن بھر کھانے پینے جماع سے روکنا (نفس کو) حقیقی روزہ ہے۔ خدا کی رحمت کے قربان کہ فرض محض اتنے سے ادا ہو جاتا ہے کہ نفس کو ان حلال امور سے روکے مگر جیسے بے خشوع و خضوع بے روح ہے، یوں ہی ایسا روزہ کہ منھ بندھا اور اعضا گناہوں میں مشغول۔

روزہ کی نیت

نیت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے، ہر روزہ کے لئے ہر روز نیت لازم ہے، نیت زبان سے بہتر ہے، الفاظ نیت شب سے کرے تو یوں کہے: نویت ان

اصوم غدا لله تعالیٰ من فرض رمضان هذا۔ میں نے نیت کی کہ اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا اللہ تعالیٰ کے لئے۔ اور دن میں نیت کرے تو یوں کہے: نویت ان اصوم هذا اليوم لله ۔ میں نے آج اس رمضان کا فرض روزہ اللہ عزوجل کے لئے رکھا، یعنی صبح صادق سے نہ صرف اس وقت سے نیت کر کے سو گیا پھر شب میں اٹھ کر کھایا پیا تو پہلی نیت کافی ہے، جدید کی حاجت نہیں۔ سحری کی نیت ہے جب کہ کھاتے وقت یہ ارادہ نہ ہو کہ روزہ نہ رکھوں گا۔

سنن و مستحبات

سحری کا وقت صبح صادق تک ہے۔ سحری کھانا سنت و موجب وقت ہے برکت ہے تاخیر سحری سنت ہے مگر اتنی نہ کہ شک ہوجائے۔ سحری کھا کر اوپر لکھے الفاظ: نویت ان اصوم غدا۔الخ کہنا مستحب ہے سحری ضرور کی جائے اگرچہ ایک چلو پانی ہی میسر ہو۔

افطار

میں جلدی سنت و موجب برکت ہے، غروب کا غالب گمان ہونے پر افطار کرلیا جائے۔ ابر میں جلدی نہ کی جائے نماز سے پہلے افطار کریں کھجور چھوارے یہ نہ ہوں تو پانی سے ،ان تینوں سے درست ہے، کھانے میں مشغول ہو کر نماز میں تاخیر نہ کریں مرد جماعت کھانے کی وجہ سے نہ چھوڑیں۔ آج کل بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں، بعد افطار یہ دعاء پڑھیں: اللهم لك صمت و بك آمنت و عليك توكلت و علىٰ رزقك افطرت فاغفرلي ما قدمت وما اخرت۔

تراویح

۲۰ رکعت ہر شب سنت مؤکدہ ہیں غیر معذور مرد عورت کے لئے۔ مرد کے لئے جماعت بھی سنت مؤکدہ کفایہ ہے، اور مسجد میں جو فضیلت ہے گھر میں جماعت کی وہ فضیلت نہیں۔ نیت سنت تراویح کریں یا قیام اللیل یا سنت وقت کی مطلق صلوٰۃ کی نیت نہ کریں۔ تراویح کا وقت فرض عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے قبل وتر پڑھیں یا بعد وتر مگر خلاف سے بچنے کو پہلے ہی پڑھیں ہر چار رکعت کے بعد چار رکعت کی قدر استراحت مستحب ہے، اسی عرصہ میں پڑھیں: سبحان ذي الملك والملكوت سبحان ذي العزة والعظمة والهيبة والقدرة والكبرياء والجبروت سبحان الملك الحي الذي لا ينام ولا يموت سبوح قدوس ربنا و رب الملئكة والروح لآ اله الا الله محمد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نستغفر الله اللهم نسئلك الجنة و نعوذبك من النار۔ چاہیں تو صرف کلمہ طیبہ یا درود شریف پڑھیں یا سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہیں۔ قیام پر قدرت رکھنے والا بیٹھ کر نہ پڑھے، کمزور شخص جس قدر کھڑے ہو کر ادا کر سکے کھڑے ہو کر ادا کرے۔ جو فرض جماعت سے نہ پڑھے وہ تراویح جماعت سے پڑھ لے وتر تنہا پڑھے، تراویح کی قضا نہیں کہ دوسری شب میں آج کی پڑھ لیں گے۔

ختم قرآن کریم

تراویح میں ایک بار سنت مؤکدہ ہے، دوبارہ اور فضیلت، سہ بارہ افضل، تلاوت قرآن پاک پر اجرت لینا دینا حرام۔ حافظ بے اجرت نہ مل سکے تو اس سے وقت مقرر کر کے وقت کی اجرت ٹھہرا لیں اور صاف کہہ دیں کہ ختم قرآن کی کوئی اجرت نہ ہوگی پھر اسے بطور انعام جو چاہیں دیں، داڑھی منڈانے والے یا حد شرع سے کم کرنے والے فاسق ہیں، ان کو امام نہ بنایا جائے مسافر کو روزہ افضل ہے۔ مگر جبکہ اس سے بہت گرانی اور تکان لاحق ہو، یونہی مریض جبکہ اس کا مرض اس سے بڑھے یا دیر پا ہو، نابالغ کے پیچھے تراویح جائز نہیں۔

اعتکاف

اکیسویں شب سے چاند رات تک پچھلے عشرہ کا اعتکاف مسجد جماعت میں سنت کفایہ ہے کہ شہر میں کوئی نہ کرے تو سب ملزم ٹھہریں گے۔

مفسدات

قصداً اگر روزہ یاد ہوتے ہوئے کھایا پیا، جماع کیا، بھول کر کھا پی رہا تھا، روزہ یاد آنے پر سحری کھا رہا تھا۔ صبح صادق ہونے پر منھ کا نوالہ یا گھونٹ نگل گیا۔ تو روزہ جاتا رہا، قضا و کفارہ دونوں واجب ہو گئے۔ کلی کرنے میں پانی حلق کے نیچے اتر گیا ناک میں پانی ڈالنے میں دماغ میں چڑھ گیا، قصداً منھ بھر کھانے یا پت خون کی منھ بھر قے خود آئی اور چنے برابر یا زیادہ نگل گیا، چنے برابر یا زیادہ کھانا دانتوں میں اٹکا تھا نگل گیا ناک میں دوا سرک لی، کان میں دوا یا تیل ڈالا، حقنہ کیا، صبح صادق کے قریب یا بھول کر جماع میں مشغول تھا صبح ہونے پر یاد آنے پر الگ نہ ہوا، مباشرت فاحشہ کرنے، بوسہ لینے، چھونے سے انزال ہو گیا، حقہ، بیڑی، سگریٹ وغیرہ پینا، پان کھانا اگرچہ پیک تھوک دے حلق تک نہ جائے ان تمام صورتوں میں اگر روزہ دار ہونا یاد ہے اور عادی نہیں تو روزہ جاتا رہا اور قضاء واجب ہوگئی کفارہ نہیں۔ جن کا روزہ فاسد ہو جائے ان پر اور حیض و نفاس والی پر جب دن میں پاک ہوں، نابالغ پر جب دن میں بالغ ہو، مسافر پر جب دن میں مقیم ہو واجب ہے کہ پورے دن روزہ دار کی طرح رہیں۔

مکروہات

جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوج، کوسنا، ناحق ایذا دینا، بے ہودہ و فضول بکنا، چیخنا چلانا شطرنج، جوا، تاش وغیرہ کوئی ناجائز کھیل کھیلنا یا کوئی تماشا دیکھنا مباشرت فاحشہ، عورت کا ہونٹ یا زبان چوسنا اگر انزال یا جماع میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو عورت کا بوسہ لینا یا چھونا، یا کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ، پانی میں ریاح خارج کرنا، پچھنے لگوانا، بے عذر کسی چیز کا چکھنا چبانا، نیچے خوب زور دیکر استنجا کرنا انجکشن لگوانا، ضعف کے اندیشہ کی حالت میں فصد کھلوانا بے عذر کسی چیز کے چکھنے یا چبانے سے مراد یہ ہے کہ حلق کے نیچے نہ جائے۔ شوہر یا آقا کی بدمزاجی کی وجہ سے نمک چکھنے یا چھوٹے بچے کو کھلانے کے لئے جب کہ غیر روزہ دار نہ ہو یا نرم غذا نہ ہو تو کراہت نہیں۔ افطار کے وقت کھینچ کر حقہ پینا کہ حواس میں فتور آ جائے حرام ہے۔

روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر

سفر شرعی، مرض بڑھنا، یا دودھ پلانا حمل وخوف واکراہ ونقصان عقل و جہاد اور ایسا بوڑھا کہ روز بروز کمزور ہوگا نہ اب رکھنے پر قادر نہ بظاہر آئندہ قادر ہو سکے گا، ہر روزہ کے بدلے فدیہ دے۔ اگر گرمیوں میں نہ رکھ سکتا ہو تو اب افطار کرے جاڑوں میں روزہ رکھے فدیہ دیتا رہا پھر قادر ہو گیا تو قضا لازم فدیہ صدقہ نفل ہو گیا۔

روزہ کا فدیہ

ہر روزہ کے بدلے ہر روز دونوں وقت مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلانا یا صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دینا۔

روزہ کا کفارہ

پے در پے ساٹھ روزے رکھنا، اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا۔

صدقہ فطر

مالک نصاب پر واجب ہے کہ اپنے اور اپنے بچوں کی طرف سے بریلی کی پکی تول سو کے سیر سے گیہوں پونے دو سیر اٹھنی بھر اوپر مسکین کو دے یا جو ساڑھے تین سیر ایک روپیہ بھر، قیمت بھی دے سکتا ہے اور یہی احسن ہے۔ گیہوں دو کلو پینتالیس گرام، یا جو چار کلو نوے گرام مسکینوں کو دے، یا اس کی قیمت دے۔

روزۂ شک

اگر ۲۹ رشعبان کو بوجہ ابر و غبار (بقیہ ص ۱۴۱ پر......)

ترجمہ المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد

پر

علماء اہل سنت کے تأثرات وتقریظات

ترتیب از: محمد یونس رضا مونس اویسی (مدیر ماہنامہ ہذا)

اظہار تأثر بر ترجمہ معتقد

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ، نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وازواجہ و صحبہ اجمعین

مخدوم العلماء، کبیر الکبراء، گرامی القاب، شہیر آفاق، آبروئے اہل سنت، فخر ملت، وجاہۃ العلم والافتاء، رفیع القدر، مرجع خواص وعوام حضرت علامہ مولانا الشیخ محمد اختر رضا خاں (ازہری میاں قبلہ) بریلوی قادری نوری (اطال اللّٰہ تعالیٰ فی ظلہ اللطیف علینا وعلی سائر اہل السنن بالصحۃ والبرکات) نے "المعتقد المنتقد" کا اور اس کی شرح "المستند المعتمد" کا ابھی (چند ماہ پیشتر) اردو میں جو ترجمہ کیا ہے جسے "المجمع الرضوی" رضا نگر، بریلی شریف نے خوشنما، خوشخط کتابت وطباعت سے مزین کراکے تازہ تازہ نشر کیا ہے نظر نواز ہوا۔ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔

حضرت موصوف گرامی مدظلہ العالی کے خادم خاص، عزیز وقربت جناب محترم مولانا مفتی محمد شعیب رضا صاحب قادری نعیمی نے مجھ سے بذریعہ خط، ترجمۂ معتقد ومستند پر تأثرات لکھنے کی فرمائش کی۔ میں نے سوچنے میں ہفتے لگادیئے حتیٰ کہ پھر خود حضرت مترجم نے مجھے بلایا اور بالمشافہ زبانی اظہار تأثر کا امر کیا تو لامحالہ امتثال امر کے لئے مجھے کرہاً تیار ہونا پڑا حالانکہ میں اپنی نااہلی خوب اچھی طرح جانتا ہوں، یہ اہم کام ہے مجھ جیسے پھوہڑ، کم علم وفہم، سقیم الرائے اور پھسڈی آدمی کا کام نہیں۔ یہ توقیع و رفیع رائے والے بڑے عالموں ماہر قلم کاروں کا کام ہے۔ چونکہ مجھے سچ مچ (بلا تصنع وتواضع) اپنی سوچ اور رائے کے صحیح وسلیم ہونے پر جلدی اعتماد نہیں ہوتا ہے (الا بتائید دلیل قاطع اوبتصویب مصوّب من ذوی العلم المعتمد علی رائهم) اس لئے میں کتراتا رہا اور جھجکتا رہا اس امر کی تعمیل سے۔ لیکن دوسری طرف امتثال امر آمر سے پہلو تہی بھی معیوب بات ہے تو ہمت کر کے مجبورانہ کچھ نہ کچھ عرض کروں۔ صحیح وصواب ہو تو قبول فرمایا لیا جائے ورنہ رد کر دیا جائے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمۂ معتقد مستند، سردست، میری سر سری نظر میں

حضرت ازہری میاں قبلہ زید مجدہٗ کا کیا ہوا یہ ترجمہ میں نے بڑے چاؤ سے مطالعہ کیا یعنی صرف جگہ جگہ سے سرسری طور پر، رغبت سے دیکھا (کہ ابھی پوری کتاب، بالاستیعاب مجھے دیکھنے کی نوبت نہیں آئی ہے۔ اور نہ ابھی اصل سے یعنی عربی متن وشرح سے پوری کتاب (مترجم) کا تقابل کر سکا ہوں۔ کیوں کہ نہ یہ کام ایک اکیلے آدمی کا ہے نہ ہفتے دو ہفتے کا ہے) دیکھ کر اندازہ ہوا کہ ترجمہ اچھا ہے بہت اچھا۔ خوبیوں بھرا۔ کہ نمونہ ہی سے شئی کی خوبی یا خامی وخرابی کا پتا لگ جاتا ہے۔ جب حضرت نے اصل کی عبارات پڑھوا کر، سن کر ترجمہ کرانا شروع کیا تھا تبھی اس خوش کن

خبر نے دل خوش کر دیا تھا۔ اور اب کہ چھپ کر تیار ہو کر ہاتھوں میں آچکا ہے۔ نظر کے سامنے ہے مسرت دو چند ہوگئی۔ حضرت کی یہ کاوش، سبحان اللہ ایک اچھی قابل ستائش کاوش ہے۔ ماشاء اللہ مفید کام ہے۔ جس کی ضرورت تھی۔ کہ عام طلبہ بہت علماء کو بھی ترجمہ کی طرف بہت پہلے سے بشدت احتیاج تھی۔ فللہ الحمد

پردۂ بے اعتنائی دریدہ ہوا

جاننے والے جانتے ہیں کہ متن وشرح دونوں کی عربیت کتنی دقیق ہے۔ اسلوب بیان کیسا قابلانہ و فاضلانہ ہے۔ اور ادبیات ادبیانہ اور طرز محبانہ سے دونوں کتابوں میں کیسا گہرا گہرا رنگ وروغن کیا گیا ہے۔ دونوں کے یہاں علم کلام جیسے فن میں بھی طریقت و محبت کی چاشنی جگہ جگہ موجود ہے یعنی عام فنیات و درسیات سے جدا گانہ اسلوب ان کا ہے۔ حتی کہ اعلیٰ استعداد والے طبقہ نے ہی ان سے استفادہ کیا ہوگا۔ طلبہ تو طلبہ بہت علماء و مدرسین بھی ان سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکے ہوں گے۔ بلکہ کتنے وہ ہیں جنہوں نے نہ ان کے نام سنے تھے نہ ان کی شان سے کان آشنا ہوتے پڑھنا پڑھانا تو دور کی بات تھی۔ اور رہا اردو داں طبقہ تو اس کا ان انمول دونوں کتابوں کے مطالب گرانمایہ اور مضامین بیش بہا وفوائد نادرہ سے بالکل بے خبر اور محروم رہنا ظاہر ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ المعتقد، اور المستند اتنی اہم وانفع، نہایت لائق اعتنائی، مستوجب التوجہ ہونے کے باوجود بے اعتنائی کے پردے میں ڈھکی چھپی سی رہیں حتی کہ روز افزوں علمی الخطاط نے انہیں گمنام یا کم نام سا کر دیا۔ گنتی کے بڑے عالموں کو چھوڑ کر تقریباً سب نے بے اعتنائی برتی۔ ایسی صورت میں حضرت ازہری میاں قبلہ نے کرم فرما کر شدید عدیم الفرصت ہونے کے باوجود، ترجمہ کے لئے وقت نکالا بڑا کام انجام دیا۔ ترجمہ نے معتقد و مستند کو گویائی زندگی و تابندگی دیدی۔ ان کی گمنامی یا کمنامی کا پردہ چاک کر دیا۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ ان کتابوں کو بذریعہ ترجمہ اپنا حق مل جائے گا۔ امید ہے کہ شہرت تامہ میسر آئے گی اور ان کی مقبولیت وافادیت میں کافی اضافہ ہوگا۔ بڑے عالموں کی طرح اب عامۂ علماء طلبہ بلکہ اردو داں طبقہ کے عام افراد بھی یکساں مستفید ومنتفع ہوسکیں گے۔ فجزا اللہ تعالیٰ جزاء المحسنین۔

ترجمہ کی بعض خوبیاں

ترجمہ کی شان وقعت کا اندازہ حضرت مترجم کی شان عالمیت دیکھ کر ہر کس وناکس بآسانی لگا سکتا ہے۔ البتہ ترجمہ کی خوبیاں گننا اور بیان کرنا اور بات ہے۔ یہ ہر ایک کے لئے آسان نہیں۔ چنانچہ راقم السطور (محمد صالح غفرلہٗ) خود حق ادائے تحسین میں کوتاہ دست ہے۔ میں کیا بیان کروں؟ جو کروں آدھی ادھوری رہے کہ میری دید ناقص اور دانست ادھوری ہے۔ میری جھولی سراہنے والے الفاظ متناسبہ سے خالی سی ہے۔ تعمیل حکم میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ حضرت کی یہ سعی بے شبہ لائق تحسین ہے۔ ترجمہ قابل اعتماد ہے۔ عمدہ و مفید ہے۔ اسے صحیح وحسن کہنا گری ہوئی بات کہنا ہے کہ وہ صحت کے زیور پر وقعت سے مزین تو ہے ہی۔ اور لفظ و معنی میں حسین تناسب کی دیدہ زیب، زیبائش سے آراستہ تو ہے ہی کہ اس کے صحیح وحسن ہونے میں کیا کلام (باستثناء مواضع تسامحات عدیدہ جن کی اصلاح، بعد نظر ثانی ضروری ہے) بلکہ ستائش وخوبی کی بات تو یہ ہے عام فہم زبان میں بامحاورہ وسلیس ترجمہ ہے۔ اسلوب ترجمانی میں قدرے ندرت بھی ہے اور شگفتگی بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ مترجم نے غیر علماء کا لحاظ رکھتے ہوئے تسہیل کا دھیان اور التزام رکھا ہے۔ حتی کہ وضاحت طلب جملوں اور دقیق اور مشکل لفظوں کی مناسب توضیح جہاں جہاں ضروری سمجھی قوسین میں فرمادی ہے۔ حتی کہ بہت جگہ مصطلحات کے مطالب بھی حضرت کی تسہیل نگاری نے سہل سہل لفظوں میں بڑے ڈھنگ سے ادا کر دئے ہیں۔ اصطلاح بھی خراب نہیں ہوئی اور تفہیم بخوبی ہوگئی۔

ایک خاص خوبی مجھے اس مترجم کتاب کی ایک خاص خوبی، بڑی اچھائی، یہ نظر آئی کہ حضرت مترجم نے بحیثیت مترجم، ترجمہ پن کا برابر لحاظ رکھا ہے۔ اس کو جہاں تک ہوسکا ہے نظر

انداز نہیں کیا ہے۔ یعنی یہ کام المعتقد اور المستند کا ترجمہ ہی کہلائے گا۔ نہ کہ ان کا محض چربہ یا خلاصہ یا تلخیص یا تشریح ایسا نہیں ہے کہ مترجم نے از سر نو یہ کوئی نئی تصنیف بنائی ہو۔ جبھی تو مافی العربی کی ادائے گی۔ ترجمہ میں کافی اور ٹھیک مناسبت کے ساتھ موجود ومشاہد ہے۔ مترجم نے مناسبت بین المعانی والالفاظ سے بے اعتنائی نہیں برتی ہے۔ الابوجہ وجیہ یہ صفت، ترجمہ کی بڑی کامل خوبی ہے۔ حالانکہ اردو زبان کا دامن بہت کوتاہ ہے اس بے چاری کے یہاں وہ فراخ دامانی کہاں جو عربی کو میسر ہے۔ واللہ علی کل شئی قدیر ولا توفیق الا بہ وھو العلی العظیم۔

اور سونے پر سہاگہ یہ کہ تاہم (یعنی ترجمہ پن کے لحاظ والتزام کے باوجود) عام قاری کو ترجمہ پن یا ترجمانی کا احساس جلدی نہیں ہوگا۔ بلکہ اسے ہی لگے گا کہ وہ کوئی مترجم کتاب نہیں پڑھ رہا ہے بلکہ اس کا وجدان کہے گا کہ یہ کتاب، فن کلام وعقائد پر از سر نو تصنیف کردہ ایک نئی کتاب ہے۔ یا بالفاظ دیگر یوں تأثر ظاہر کروں کہ یہ مترجم مدظلہ کی طرز ترجمانی کا کمال ہے کہ اس نے صرف لباس زبان تبدیل کرایا ہے یعنی ملبوسات عربیہ اوترواکر عین مافی الاصل من المطالب والمعانی کو زبان اردو کا جامہ پہنا دیا ہے اور بس۔ فللہ در المترجم۔ ولہ الحمد فی الاولیٰ وفی الآخرۃ۔ فجزا اللہ عزوجل المترجم ومن اعانہ فی ھذا السعی جزاء الشاکرین۔ وجعل بحرمۃ نبینا الاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعیھم مشکورا۔

راقم السطور
بندۂ احقر محمد صالح غفرلہٗ قادری بریلوی راعینی
مدرس مدرسہ رضویہ منظر اسلام، رضانگر بریلی شریف
۲۴؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ روز دوشنبہ مبارکہ
11-6-2007

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیغامِ تعزیت

۱۹۸۶/۹۲ء— میرے برادر معظم ومکرم حضرت مولانا تحسین رضا خانصاحب علیہ الرحمہ والرضوان کے انتقال پر ملال سے لاکھوں انسانوں کے دل غمگین ہیں۔ ان کا بچپن تحصیل علم میں گزرا جوانی اور بڑھاپا خدمت دین ملت میں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی دینی وملی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد
ناچیز حبیب رضا قادری غفرلہٗ
۱۳؍اگست ۲۰۰۷ء

(...... بقیہ ص ۱۸ کا) ۱۹۶۳ء سے میں باہر رہتا ہوں مدھیہ پردیش جس کا ایک حصہ اب چھتیس گڑھ کہلاتا ہے حضرت مفتی اعظم کی ایماء پر جو عالم خواب میں فرمایا تھا وہاں جانا ہوا اور آج بھی وہیں رہتا ہوں، برادر عزیز اور یہ ناچیز اتفاق سے قد وقامت نیز شکل وصورت میں یکساں تھے اگر میرا لباس وہ پہن لیتے یا میں ان کے کپڑے پہنتا تو دیکھنے والے کو یہ امتیاز مشکل ہوتا کہ کسی دوسرے کا لباس ہے اس زمانہ میں کئی بار ایسا ہوا کہ ضرورت پڑنے پر انہیں لکھ دیا کہ کپڑے سلوا کر بھیج دو تو اپنے ناپ سے سلوا کر مطلوبہ کپڑے بھیج دیتے شکل وصورت میں مشابہت اس درجہ کہ ان سے کوئی صاحب کسی کام کے لئے کہتے اور کچھ دن بعد میں انہیں مل جاتا تو وہ مجھ سے دریافت کرنے لگتے کہ فلاں کام کرنے کے لئے آپ سے کہا تھا اس کا کیا رہا، یہی معاملہ ان کے ساتھ ہوتا تھا ایسا اکثر ہوا، اس زمانہ میں فون اور موبائل کا چلن نہیں تھا، خط وکتابت ہوا کرتی تھی، کبھی وہ لکھتے کبھی میں لکھتا، خط کے شروع میں آداب والقاب اور سلام کے بعد یہ ضرور لکھتے کہ بہت دن سے آپ لوگوں کی خیریت معلوم نہ ہوئی فکر ہے افسوس! کہ وہ فکر کرنے والا نہ رہا، اور اپنی فکر ہم لوگوں کے لئے چھوڑ گیا، وقت رخصت ان پر خدا ہی جانے کیا گزری اور اب کس حال میں ہیں لیکن میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ وہ گئے نہیں ہیں بلکہ مدینہ کی پر افزا بہاروں میں کھو گئے اس لئے کہ بہت پہلے اپنی ایک نعت کے مطلع میں کہا تھا۔

مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں
تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر میں

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

غمزدہ دل شکستہ
سبطین رضا غفرلہٗ

ماہنامہ ''سنی دنیا'' کی عظیم پیش کش

مظہر مفتی اعظم نمبر

مشمولات

۱-حضرت صدر العلماء کا خاندان ذیشان

۲-حضرت صدر العلماء کے والد ماجد علامہ محمد حسنین رضا خاں قادری برکاتی رضوی

۳-حضرت صدر العلماء کا بچپن

۴-حضرت صدر العلماء کے تعلیمی مراحل

۵-حضرت صدر العلماء کے اساتذہ

۶-حضرت صدر العلماء کی علمی اسناد

۷-حضرت صدر العلماء کا عہد شباب

۸-حضرت صدر العلماء کی عائلی زندگی

۹-حضرت صدر العلماء گلشن رضا کے گل سر سبد

۱۰-حضرت صدر العلماء کی دینی خدمات

۱۱-حضرت صدر العلماء تدریسی خدمات

۱۲-حضرت صدر العلماء کی قلمی خدمات

۱۳-حضرت صدر العلماء کا شعری ذوق

۱۴-حضرت صدر العلماء حلقۂ احباب میں

۱۵-حضرت صدر العلماء کی مجلسی گفتگو

۱۶-حضرت صدر العلماء کی بذلہ سنجی

۱۷-حضرت صدر العلماء کے کریمانہ اخلاق

۱۸-حضرت صدر العلماء کا درس حدیث

۱۹-حضرت صدر العلماء کی فتویٰ نویسی

۲۰-حضرت صدر العلماء کا روحانی فیضان

۲۱-حضرت صدر العلماء کے مرشد برحق

۲۲-حضرت صدر العلماء کے تلامذہ

۲۳-حضرت صدر العلماء کے خلفاء

۲۴-حضرت صدر العلماء کے روحانی سلاسل

۲۵-حضرت صدر العلماء اکابرین کی نظر میں

۲۶-حضرت صدر العلماء کی عوامی مقبولیت

۲۷-حضرت صدر العلماء کے دعوتی اسفار

۲۸-حضرت صدر العلماء شفقت مجسم

۲۹-حضرت صدر العلماء پیکر زہد واتقا

۳۰-حضرت صدر العلماء مظہر مفتی اعظم

۳۱-حضرت صدر العلماء کی محدثانہ عظمت

۳۲-حضرت صدر العلماء کا آخری سفر
[رحلت، جنازہ تدفین کی تفصیلات]

منظوم خراج عقیدت ببارگاہ صدر العلماء

نوٹ: صدر العلماء کے معتقدین، تلامذہ وخلفاء اور علمائے اہل سنت سے گزارش ہے کہ ان مشمولات پر اپنا قلم اٹھائیں اور جس موضوع کو اپنائیں اس سے ہمیں ضرور مطلع فرمائیں نوازش ہوگی۔

المعلن: محمد یونس رضا مونس اویسی

مدیر: سنی دنیا ۸۲/سوداگران بریلی شریف۔فون: 9358615951,9719918868

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY

Regd. No. 17(82) Vol-1 Annual Subscription
Rs.(100) Per Copy (10) Regd. PO. No. BR/211/2007